



جَمِيعَهُ دَارُ التَّقْوَى لِلَّهُو  
کا ترجمان

# دَارُ التَّقْوَى

ماہ نامہ

مح� الدحیم صفر المظفر ۱۴۳۲ھ / ستمبر ۲۰۲۱ء

- فاریکس کے کاروبار کی شرعی حیثیت
- نئی نسل کی تربیت، تعلیم و ترقیہ
- ماہ صفر اور توہنم پرستی
- ۶ ستمبر، خدا کرنے کی بھی ہو خم سر و قار وطن
- قومی اسٹمبیل میں قادریانی مسئلہ پر بحث۔ ایک جائزہ

انہی  
لپکنی کی  
کردائیں

صرف  
500/-

الشامت خاص  
ہبھی مدد الدینی لائز

حضرت اپنے مجدد تبلیغی مولانا الیاش کے فیض بیفته

## حاجی عبدالواہاب

حاجی صاحب کے  
سالانہ زندگی، احوالو  
والعکس اور سیوت  
وکردار ایک  
حسنی گلگھستہ



لطفہ  
لائف دار التقوی لائز

رالٹ نمبر

اوٹات کار 0304-4167581  
صح ۸۲ تا ۱۱ ص ۲۲ تا عصر

چھپ کر آگئی ہے

ہبھی مدد الدینی لائز

ادیعت خاص

## حضرت مولانا کاظم مفتی عبدالواہاب صاحب

مفتی جامعہ دارالتحقیقی لاہور



حیات و خدمات

مفتی شیخ عبدالحکیم

مفتی شیخ عبدالحیم

مفتی شیخ عبدالحیم

صرف 600/- رالٹ نمبر

0304-4167581

اوٹات کار صح ۱۱ تا ۲۲ تا عصر

ہر ماہ بات اعدگی سے شائع ہونے والا

تریتی، اصلاحی اور تبلیغی رسالہ  
تاجبر حضرات اپنے کاروبار اور مصنوعات کی  
موثر تشهیر کے لئے ماہنامہ دارالتحقیقی کا انتساب کریں



کی جانب سے وائس ایپ (Whatsapp) پر

جامعہ دارالتحقیقی روزانہ حدیث کا سلسلہ جاری ہے

آپ بھی اپنے وائس ایپ پر روزانہ حدیث حاصل کر سکتے ہیں۔

روزانہ حدیث حاصل کرنے کے لیے لکھ کر 03222333224 پر بھیجیں۔



042-37414665

www.darultaqwa.org

darultaqwa.online@gmail.com

● ● ● /jamiadarultaqwa

## ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

# ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

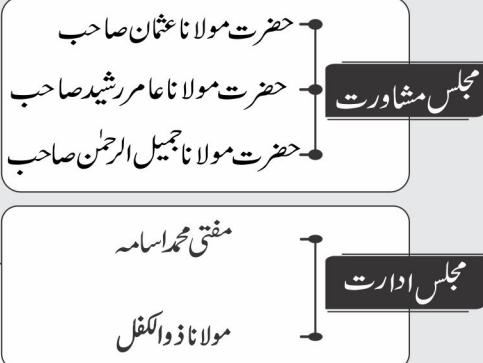
حضرت اقدس و مکرم مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بدعا

شمارہ 1

مح�م الحرام ۱۴۲۳ھ / ستمبر 2021ء

جلد 11



نیپر پرنسپل

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

مدیر

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مدیر مسئول

مولانا عبدالودود ربانی

Email Address

Monthlydarultaqwa@gmail.com

اس دائرے میں سرخ نشان  
مدت خیرداری کے قلم ہونے کی عالمت ہے

فی شمارہ: ۳۰ روپے  
سالانہ بدل خرچ: ۳۸۰ روپے

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

### خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ متصل جامع مسجد الہلال چوہر جی پارک لاہور  
فون نمبر: 0304-4167581 04235967905  
سالانہ رسائی کے اجراء کے لیے نذکورہ پتہ پرمنی آرڈر کریں

### مقام اشاعت

1001820660001

ٹالشیں اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرست  
ایم آئی بی برائی گاؤڈز 159 (ملک کرش میک)

متصل جامع مسجد الہلال

چوہر جی پارک لاہور

# ماہنامہ دارالتحفظ لاہور

ستمبر 2021ء

## فہرست

### حرف اولیں

5	مولانا عبد الودود ربانی	دنیا طالبان کا حق حکمرانی تسلیم کرے
10	مولانا عاشق الجی بلند شہری	پردے کی اہمیت
12	محمد متین خالد، ڈاکٹر محمد مشتاق	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث۔ ایک جائزہ
17	مولانا عبد الودود ربانی	ستمبر۔ خدا کرنے نہ کبھی ہو خم سرو قارب وطن
20	ابوعکاشہ	میnar پاکستان پر پیش آنے والا ناخوش گوار واقعہ
24	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	سوشل میڈیا کا صحیح اور غلط استعمال
31	مفتی تقی عثمانی صاحب	استاد کار تہ بڑا ہے یا والد کا
33	مولانا بشیر احمد مرتو	نائم میں چینیٹ۔ کامیاب زندگی کا راز
36	علامہ عمال الدین عنزلیب	ماہ صفر اور توہم پرستی
40	بت تاقب	حضرت سودہ بنت زمعدر رضی اللہ عنہا
43	سفیان علی فاروقی	اسلامک خارجہ پالیسی اور توجہ طلب پہلو
47	ڈاکٹر ایم اجمیل فاروقی	بنی نسل کی تربیت، تعلیم و تزکیہ
52	مفتي ڈاکٹر عبد الواحد	فاریکس کے کاروبار کی شرعی حیثیت
57	مولانا ذوق اکلف	سوانح حضرت حاجی عبد الوہاب صاحب
61	مفتی تقی عثمانی صاحب	سفر نامہ
64	دارالافتاء و تحقیق	آپ کے مسائل کا حل

### سوانح

### سفر نامہ

جهان دیدہ

### مسائل

حرف اویس

علمی برادری طالبان کا حق حکمرانی تسلیم کرے

طالبان نے 20 سالہ طویل جدوجہد کے بعد افغانستان کا کنٹرول دوبارہ حاصل کرنے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے جنگ ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ طالبان رہنمایی میں شاہین نے ایک غیر ملکی نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ آج افغان عوام اور مجاہدین کے لئے عظیم دن ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی محنت اور صبر کا پھل دے دیا ہے جس پر باری تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے، خدا کا شکر ہے ملک میں جاری جنگ کا خاتمه ہوا اور ہم اپنے عظیم مقصد میں کامیاب ہوئے اور وہ مقصد آزادی کا حصول تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم اپنی اس عظیم فتح پر اپنے مخالفین کے لئے عام معافی کا اعلان کرتے ہیں کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا، نئے افغانستان میں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے اور شریعت کی روشنی میں کام کرنے کی مکمل آزادی ہوگی، اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہوں گے، افغانستان کی سر زمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی۔“ طالبان ترجمان ذبح اللہ مجاہد نے کابل میں اپنی پہلی پریس کانفرنس میں اپنی آنے والی حکومت کے چند نیاں خدوخال بیان کرتے ہوئے کہا کہ

”ہم کسی کے اتحادی نہیں، کسی بلاک کا حصہ نہیں ہماری پہلی ترجیح افغانستان ہے، پاکستان، چین اور روس کے ساتھ اپنے تعلقات ہیں، خواتین کو تمام شرعی حقوق دیں گے، جنگ ختم ہو چکی داخلی اور خارجی دشمنیاں بھی ختم کر دیں نوجوان ہمارا اٹاٹا ہیں جو اس ملک میں پل بڑھ کر جوان ہوئے ہم نہیں چاہتے کہ وہ باہر جائیں، جو گئے ہوئے ہیں وہ بھی واپس آ جائیں، عام معافی سب کے لئے ہے۔“ اس کا اطلاق ان ترجمانوں پر بھی ہو گا جو غیر ملکی افراد کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتے رہے، ان سے کوئی باز پرس نہیں ہو گی نہ ہی مخالفین کے بارے میں کوئی تفییش کی جائے گی، افغان سرز میں دہشت گردی کے لئے استعمال نہیں ہونے دی جائے گی، میدیا کی تقیید پرداشت کرس گے وہ بھی شریعت اور اقدار کا تحفظ کرس، دن افغانستان میں سرمایہ کاری کرے اس کے لئے

حالات سازگار ہیں۔ ”ذخیر اللہ مجاہد نے افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا بھی اعلان کیا ہے انہوں نے اپنی ایک ٹویٹ میں ”د افغانستان اسلامی امارت“ کے جھنڈے اور سرکاری نشان کی تصویر بھی شیر کی ہے۔ ذخیر اللہ مجاہد نے اپنے بیان میں کہا کہ افغانستان پر برطانیہ کا تنازعہ مسلط ختم ہونے کے 102 سال بعد وہاں امارتِ اسلامی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ 19 اگست کا دن ہر سال نوآبادیاتی سپر طاقتوں سے آزادی کے دن کی حیثیت سے منایا جائے گا۔“

طالبان کے افغانستان میں امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اعلان کرتے ہی تمام افواہیں دم توڑ گئیں، قیاس آرائیاں دُن ہو گئیں اور تبصرے اپنی موت آپ مر گئے۔ طالبان نے اعلان کر دیا کہ افغانستان کی حکومت کا نام ”amaratِ اسلامی افغانستان“ ہو گا اور اس کے سربراہ شیخ الحدیث مولانا ہبیت اللہ اخوندزادہ ہوں گے جن کے ہاتھ پر طالبان نے آج سے پانچ سال قبل بیعت کی تھی اور ان کی قیادت میں امریکہ اور دیگر عالمی طاقتوں کے خلاف نظامِ شریعت اور اعلاءے کلمۃ الحق کیلئے جہاد کیا تھا۔

طالبان نے دو عشروں تک جس جرات بہادری، جواں مردی اور ثابت قدمی کے ساتھ قبض افواج کے خلاف منظم جنگ لڑی ہے اور جس مہارت اور بالغ نظری کے ساتھ مذاکرات کی میز پر عالمی طاقتوں سے اپنا جائز حق منوایا ہے اسی سے دنیا کو ان کی صلاحیتوں اور پختہ کاری کا اندازہ ہو گیا تھا مزید یہ کہ حالیہ عرصے میں طالبان نے جس بہترین حرbi حکمت عملی، برق رفتاری اور ہوشیاری سے بغیر کسی قابل ذکر جانی نقصان کے اپنے ملک کا کنٹرول سنبھالا ہے اور پھر جس غفوہ رکز رتحم اور تدبیر کا مظاہرہ کیا ہے اس پر طالبان قیادت تحسین کی مستحق ہے۔ طالبان کے بارے میں دنیا بھر میں عام خیال یہ رہا ہے کہ وہ بہت متعدد ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے دنیا متعدد اور اسخ کے فرق کو سمجھے۔ طالبان اپنے نظریات پر سختی سے قائم رہتے ہوئے آگے بڑھنے کے قائل ہیں اور انہوں نے نہ صرف اپنی غلطیوں سے بہت کچھ سیکھا ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے طرزِ عمل کو بھی بدلا ہے جسے آج کامل میں دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ان خواتین کو بھی تحفظ دیا جنہوں نے طالبان کے خلاف جلوس نکالا جو خواتین اس بات سے خوفزدہ تھیں کہ انہیں اپنے کار و بار اور نوکریوں پر جانے سے روک دیا جائے گا، انہوں نے حیرت و استحباب سے دیکھا کہ انہیں صرف

جانب کی پابندی کے ساتھ سرکاری طور پر پروگرام پیش کرنے کی اجازت دے دی گئی، غیر ملکی صحافی خواتین بھی اپنے غیر ملکی چینیوں کے لئے آزادی کے ساتھ پورٹنگ کر رہی ہیں، خوف کی فضاحچہ چکی ہے اور کابل کی زندگی معمول کے مطابق روای دواں ہے۔ دنیا کے وہ ممالک جو چاہتے ہیں کہ طالبان اپنے ملک کا نام ”اسلامی امارت افغانستان“ نہ رکھیں اور اسلامی شریعت کے نفاذ سے گریز کریں وہ ان سے غلط توقعات و باستہ کر رہے ہیں۔ طالبان اپنے نظریات کی قربانی دیئے بغیر دنیا کے ساتھ چل سکتے ہیں لیکن مخالفین کو بھی یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اگر شریعت یا شرعی قوانین کے نفاذ پر بھی سمجھوتے ہی کرنے تھے تو پہلے عشروں تک طویل جدوجہد کی ضرورت کیا تھی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ طالبان نے اپنی حکومت کے جو خود خال بیان کئے ہیں وہ حوصلہ افزائیں دنیا کو چاہیئے کہ طالبان کے حق حکمرانی کو تسلیم کرے۔ انہیں موقع منا چاہیئے کہ وہ اپنے کئے گئے دعووں اور وعدوں کی روشنی میں ایک وسیع البینا و قومی حکومت تشکیل دیں، بیرونی دنیا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ افغان عوام پر اپنی مرضی کا قانون نافذ کریں یا طالبان کو ان کی مرضی کا طرز حکومت اپنانے پر مجبور کریں۔ افغانستان ایک اسلامی ملک ہے اور افغان عوام کو اس بات کا پورا حق ہے کہ وہ اپنے لئے کون سا طرز حکمرانی منتخب کرتے ہیں، طالبان کے لئے بھی کڑی آزمائش کا وقت ہے دیکھنا یہ ہے کہ طالبان اپنی عوام کے دھکہ درداور ان کی محرومیاں کس حد تک کم کرتے ہیں اور چار دہائیوں سے جنگ و جدل سے تباہ حال افغانستان کو افغان عوام کی امنگوں اور خواہشات کے مطابق ایک وسیع البینا دخوش حال اسلامی فلاجی ریاست بنانے میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو آمین

## 7 ستمبر۔۔۔ یوم دفاع ختم نبوة:

ماہ ستمبر اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ ہم بحیثیت قوم اس مہینے کی ۶ تاریخ کو اپنے وطن کے دفاع کے طور پر مناتے ہیں اور یہ ستمبر کو ”یوم ختم نبوة“ کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء کو منکرین ختم نبوت اور انگریزوں کے خود کا شہنشاہی پودے ”قادیانیت“ کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ فیصلے کے تحت دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا تھا۔ بلاشبہ یہ فیصلہ مملکت خداداد کی اس نظریاتی اور فکری سرحد کے تحفظ کا غیر معمولی اور لازوال کارنامہ تھا جس کے تحت یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ فرنگی استعمار نے بر صغیر پر جابرانہ تسلط کے دوران مرتضیٰ غلام احمد قادری کو مسلمانوں میں فکری انتشار پھیلانے اور انہیں دین متنی کی حقیقی

تعلیمات سے برگشته کرنے کے لئے میدان میں اتارا تھا۔ تاہم بدشتمی سے قیام پاکستان کے بعد اس کے پیرو کاروں کو یہاں پہنچنے پھولنے اور اہم ترین حکومتی مناصب تک رسائی کا موقع ملا۔

۱۹۵۲ کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں مسلمانوں نے قیمتی جانوں کے نذر انے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پیش کیے۔ 1974ء میں ملک گیر سطح پر ہونے والے احتجاج نے رنگ دکھایا اور شہداۓ ختم نبوت کی عظیم اور بیش قیمت قربانیاں رنگ لا گئیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ قادیانیوں نے آج تک تو می پاریمان کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب بھی مختلف حیلے بہانوں سے قادیانی لابی اپنے دجل و فریب کو چھپانے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ مرزا قادیانی ملعون کے پیروکار آج بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مگر اہ کرنے میں مصروف ہیں۔ جو لوگ ان کے عقائد و نظریات سے واقف نہیں وہ ان کا برتاؤ دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں حالانکہ ان کو کسی مسلمان سے کوئی ہمدردی نہیں یہ سادہ اور کم علم مسلمانوں پر اپنے مصنوعی اخلاق کا جال پھینکتے ہیں اور جیسے کوئی جال میں پھنستا ہے تو اس سے اُس کی قیمتی متناع ایمان چھین لیتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے ہوشیار ہنا چاہیے۔ مرزا کبھی ملازمت کا جھانسادے کر، کبھی اٹلی و جرمی کی نیشنلٹی کے نام پر، کبھی کاروبار اور کبھی شادی کا جال پھینک کر نوجوانوں کی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ پاکستان کی پاریمنٹ کے اس فیصلے کو چار دہائیوں سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ہماری نئی نسل قادیانیوں کے عقائد، ان کے دجل و فریب اور ان کی سازشوں سے پوری طرح آگاہ نہیں، انھیں ثابت حکمت عملی و دانائی سے سب بتانے کی ضرورت ہے۔ آج جب یہ طے ہو چکا ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم قرار دے چکی ہے تو ضروری ہے کہ قادیانی بھی اس فیصلے کو دل سے تسلیم کریں۔ اسلامیان پاکستان پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی مختنوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس عظیم مشن کو جاری رکھنے کا عزم کریں تاکہ کل قیامت کے دن شفاعت رسول ﷺ کے حقدار ہو سکیں۔

یوم دفاع پاکستان اور یوم تحفظ ختم نبوت ایک ساتھ منانے میں ایک واضح پیغام یہ بھی ہے کہ جس طرح پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے اسی طرح ارض پاک کی اسلامی شاخات اور نظریاتی سرحدوں کا دفاع بھی ہم پر فرض ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزم ہیں۔

پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور اسلام ہی اس ملک کا سامان بقا اور اس ملک کی شناخت ہے اگر بنیاد اور شناخت قائم رہے گی تو جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ بھی ہو سکے گا۔ جس طرح وطن عزیز کی بقا، سالمیت اور جغرافیائی سرحدات کا تحفظ ہم سب کی ذمہ داری ہے اسی طرح نظریہ پاکستان کا تحفظ بھی ارض پاک کے تمام طبقات کی اولین ذمہ داری ہے۔ آئیے ہم سب ملکراپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے منکریں ختم نبوت کا ہر سطح پر بایکاٹ کریں اور امت کو قادیانیت کے ارتداد اور کفر سے محفوظ رکھنے کے لئے اس محاذ پر کام کرنے والی تنظیمات کے ساتھ دامے درمے قدمے سخن اپنا تعاون جاری رکھیں۔

### 7 ستمبر۔۔۔ عظیم الشان ختم نبوت کا انفراس

مولود 7 ستمبر بروز منگل مینار پاکستان کے سائے تلے ایک عظیم الشان ختم نبوت کا انفراس منعقد ہو رہی ہے جس میں ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تمام تنظیمات کے مرکزی قائدین کے علاوہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات، دانشوار، سکالرز، ڈاکٹرز، وکلا، حجاجی، نہجی و سیاسی جماعتوں کے اکابرین اور مشائخ عظام شرکت کریں گے۔ اس کا انفراس کا بنیادی مقصد نسلِ نو کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرنا، ان کی ذہنی آبیاری کرنا اور قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی بنیادی وجوہات سے انہیں آگاہ کرنا ہے، قادیانیت کے جل، مکر، فریب اور ان کی ریشه دو ایزوں سے پرودہ اٹھانا اور اس گروہ کی طرف سے وطن عزیز کے خلاف کی جانیوالی سازشوں سے نہ صرف عامۃ الناس کو چوکنا کرنا بلکہ قومی سلامتی کے اداروں کو بھی متنبہ کرنا ہے۔ اہل اسلام سے گزارش ہے کہ اس کا انفراس کو کامیاب بنانے کے لئے نہ صرف عملی شرکت کو قیمتی بناں گی بلکہ اس کی دعوت چلانیں اور جو ق در جو ق لوگوں کو اس میں شریک کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ اللہ پاک اس کا انفراس کی تمام جہات سے حفاظت فرمائے اور کامیاب و کامران فرمائے اور اللہ تعالیٰ ارض پاک کو اندر و فی و بیرونی خطرات سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

والسلام

عبدالودود ربانی

مدیر مسؤول



درس قرآن

## پردوے کی اہمیت

مولانا عاشق الہی بلند شہری (حصہ تعلیمی)

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّلَّا إِذْ وُجِّهَكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ يُلْدِنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَلِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفُ فَلَا يُوْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجیے کہ اپنی چادریں نچھی کر لیا کریں اس سے جلدی پچان ہو جایا کرے گی تو آزارندی جایا کریں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشش والا ہر بان ہے، تفسیر: از واج مطہرات اور بنات طاہرات اور عام مؤمنات کو پردوہ کا اہتمام کرنے کا حکم، اور منافقین کے لیے وعید مفسرین نے لکھا ہے کہ رات کے وقت (جب گھروں میں بیت الخلاء نہیں بنائے گئے تھے) عورتیں قضائے حاجت کے لیے کھجور کے باغوں میں نیشی علاقوں میں جایا کرتی تھیں ان میں حرائر (آزاد) عورتیں اور اماء (باندیاں) دونوں ہوتی تھیں۔

منافقین اور بد نفس لوگ راستوں میں کھڑے ہو جاتے تھے اور عورتوں کو چھیڑتے تھے یعنی اشارے بازی کرتے تھے، ان کا دھیان باندیوں کی طرف ہوتا تھا اگر کبھی کسی آزاد عورت کو چھیڑتے اور اس پر گرفت کی جاتی تو کہہ دیتے تھے کہ ہم نے یہ خیال کیا تھا کہ شاید وہ باندی ہے۔ نیز دشمنان اسلام یہ حرکت بھی کرتے تھے کہ مسلمانوں کے لشکر میں جب کہیں جاتے تو لوگوں میں رعب پیدا کرنے والی باتیں



پھیلاتے اور شکست کی خبریں اڑا دیتے اور خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے یوں کہتے تھے کہ دشمن آگیا دشمن آگیا۔ آیات بالا میں اول تو یہ حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو پرده کرنے کا حکم دیں، ارشاد فرمایا (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا أَزُو اِحْكَمْ وَبَنِتِكَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْهِنَّ) (اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنین کی عورتوں سے فرمادیجیئے کہ اپنی بڑی بڑی چادریں جو اتنی چوڑی چکلی ہوں جس میں عورت سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو لپیٹ سکے، اپنی ان چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈال لیا کریں) (یعنی سر بھی ڈھکر ہیں اور چہرے بھی اور سینے بھی، جب پرده کا یہ اہتمام ہو گیا تو آزاد عورتیں اور باندیاں الگ الگ پہچانی جاسکیں گی کیونکہ کام کا ج کے لیے نکلنے کی وجہ سے باندیوں کو چہرہ ڈھانکنے کا حکم نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْهِنَّ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے سروں کو اور چہروں کو بڑی بڑی چادروں سے ڈھانک رہا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رہے جس سے چلنے پھرنے اور دیکھنے بھالنے کی ضرورت پوری ہو جائے اور پورا پرده کرنے کی وجہ سے آزاد عورتوں اور باندیوں میں امتیاز ہو جائے تاکہ بد نفس چھیڑ چھاڑ نہ کرسکیں، گو باندیوں کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کرنا منوع تھا لیکن آزاد عورتوں کو پورے پرده کا حکم دینے سے ان بد نفسوں کا یہ بہانا ختم ہو گیا کہ ہم نے باندی سمجھ کر آوازہ کساتھا۔ (روح المعانی ج ۲۲: ص ۸۹) یاد رہے کہ آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دے دو کہ اپنے اوپر چوڑی چکلی چادریں ڈالے رہا کریں۔ اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں، جس سے واضح طور پر رواضن کی بات کی تردید ہو گئی جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جیسے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اور بنات طاہرات رضی اللہ عنہم کو پرده کرنے کا حکم تھا اسی طرح دیگر مومنین کی بیویوں کو بھی پرده کرنے کا حکم ہے۔

بعض فیشن ایبل جاہل جو عورتوں کو بے پرده بازاروں اور پارکوں میں گھمانے کو قابل فخر سمجھتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ پرده کا حکم صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے لیے تھا عام عورتوں کے لیے نہیں ہے آیت کریمہ سے ان لوگوں کی ان جاہلانہ باتوں کی تردید ہو رہی ہے۔

## قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث- ایک جائزہ

استفادہ تحریر: محمد متین خالد، ڈاکٹر محمد مشتاق

7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں طویل مشاورت، مباحثے، مکالمے، وضاحتوں، سوالات، جوابات اور تنقیح و تجویزیے کے بعد متفقہ فیصلہ سنایا گیا کہ احمدیوں کے دونوں گروہ غیر مسلم ہیں۔ اس نتیجے تک پہنچنے سے پہلے جو قانونی اقدامات کیے گئے، ان میں ایک یہ تھا کہ پوری اسمبلی کو "پیش کمیٹی" کی حیثیت دی گئی اور ساتھ ہی اسے باقاعدہ عدالتی اختیارات دیے گئے۔ اس کے بعد ہی یہ ممکن ہوا کہ احمدیوں کے دونوں گروہوں کے نمائندوں کو بلا کران کا موقف سنائے، ان پر جرح کی جائے اور اس کے بعد فیصلہ سنایا جائے۔ اسی بنا پر یہ ذمہ داری اس وقت کے اثارنی جزل جناب تھی بختیار کے کاندوں پر ڈالی گئی کہ دونوں گروہوں کے نمائندگان سے سوالات وہی کریں گے۔

معاملے کی حساسیت کے پیش نظر بحث کا تمام ریکارڈ اسی وقت سیل کر دیا گیا تھا۔ یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اسے تیس سال سے کم کے عرصے میں اوپن نہیں کیا جائے گا۔ چند سال پہلے اپیکر قومی اسمبلی نہیں مرتضیٰ مرتضیٰ نے اب اس وقت کی بحث کے ریکارڈ کی پرتنگ اور لائبریری میں رکھنے کی اجازت دے دی۔ قادیانی پہلے دن سے یہ اعتراض کرتے آرہے ہیں کہ قومی اسمبلی کی اس کارروائی کو ان کیسرہ، خفیہ کیوں رکھا گیا۔ یہ کارروائی اخبارات میں روزانہ کیوں شائع نہ ہوئی؟ انکا دعویٰ تھا کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی اوپن ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا۔ اس کارروائی کو خفیہ کیوں رکھا گیا؟ اس وقت کے اثارنی جزل جناب تھی بختیار مر حوم نے ایک سوال پر کہ ”قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ رواد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔“ کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کر لیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دونوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہو گی تاکہ لوگ اشتغال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہو گئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔“ (انٹریونگار منیر احمد منیر ایڈیٹر ”ماہنامہ آتش فشاں“ لاہور، متی 1994) قومی اسمبلی کے اس وقت کے سپیکر جناب صاحبجزادہ فاروق علی خان نے اپنے ایک انٹریو میں کہا: ”بحث اور کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر منظر عام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔ قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلا نہ تھا۔ ان کا نقطہ نظر بھی سننا تھا۔ ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے، مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔ لہذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔ مسلمان جان بھی قربان کر دینا ایک انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے، لہذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورتحال سے بچنے کے لیے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو والہانہ عشق ہے، اس کو زبان و قلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے۔ (قومی اسمبلی کے سابق سپیکر صاحبجزادہ فاروق علی خان سے اختر کاشمیری صاحب کا انٹریو، روزنامہ ”جگ“ جمیع میگزین 3 تا 9 ستمبر 1982) اس کارروائی کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن کی قادیانی نہیں ہوا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بایکاٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا۔ نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، تکبرانہ اور تمسخانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک و شبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کر لوں گا، مگر بری طرح ناکام رہا۔ قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ایک

یکطرفہ فیصلہ تھا۔ یہ بات علمی اور تعصّب پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آ کر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لیے بلا�ا۔ جہاں اثارنی جزل جناب تھی جن مختیار نے اس پر قادیانی کفریہ عقائد کے حوالہ سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد و نظریات کا بر ملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے 13 دن کی طویل بحث و تجھیس کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ الثاواہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انھیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

قویٰ اسیبلی کی یہ پوری کارروائی اب شائع بھی ہو چکی ہے اور قانون کے ہر طالب علم کو میں یہ مشورہ دوں گا کہ ایک دفعہ ضرور یہ پوری کارروائی پڑھیں۔ اس میں نہ صرف آپ کو چند نہایت اہم سوالات کے جواب مل جائیں گے بلکہ وہ بہت ساری الجھنیں بھی دور ہو جائیں گی جو اس مسئلہ پر لوگ خواہ مخواہ ہی پیدا کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ آپ یہ بھی دیکھ لیں گے کہ جرح کیسے کی جاتی ہے؟ اثارنی تھی جن مختیار نے جس طرح سوال کے بعد سوال، مختلف اطراف سے سوال اور استدرج کے ذریعے بالآخر ان کے منہ سے ہی وہ بات کھلوائی جس سے وہ گریزاں تھے، یہ سب کچھ نہایت قابل تحسین ہے اور قانون کے طالب علموں کے لیے اس میں سیکھنے کے لیے بہت پکھ ہے۔ یہ بھی دیکھیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کسی بھی عبارت سے استدلال کرنے سے قبل کیسے وہ پہلے اس عبارت کا مسلمہ ہونا ثابت کرتے تھے۔ یہ کارروائی پڑھنے کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دوسرے فریق کو اپنا موقف پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا، یا ان کا موقف توڑ مردڑ کر پیش کیا گیا۔ جن امور پر اس کارروائی میں تفصیلی سوالات اور جوابات کا سلسلہ چلا ہے ان میں چند ایک یہ ہیں:

1. کیا ریاست کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ کسی کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرے؟

2. کیا قانون میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے سے کسی کے حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟
3. کیا جو خود احمدی کہتے ہیں وہ عام مسلمانوں کی، جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے، تکفیر کرتے ہیں؟
4. بر فخر اللہ خان نے قائدِ اعظم کے نمازِ جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟
5. تقسیمِ ہند کے موقع پر احمدیوں کا طریقہ عمل کیا رہا اور انہوں نے عام مسلمانوں سے خود کو الگ کیوں شمار کر دیا؟
6. کشمیر کے تنازع میں احمدیوں کا کیا کردار رہا اور انہوں نے کس طرح کشمیری مسلمانوں کے خلاف کارروائی میں دوسرے فریق کا ساتھ دیا؟ احمدیوں کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟
7. احمدیوں کا وہ گروہ جو بظاہر مرزا صاحب کو محض مجدد مانتا ہے کیوں عام احمدیوں سے، جو کھلے عام مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں، زیادہ خطرناک ہے؟
8. احمدیوں کے دونوں گروہوں کا اصل تنازع مذہبی ہے یا سیاسی و مالیاتی امور پر اختلاف کا شاخصاً ہے؟ یہ اور اس طرح کے دیگر نہایت اہم امور پر اس کارروائی میں پوری تفصیل ملتی ہے جس کے بعد ہی قومی اسمبلی نے یہ فیصلہ سنایا ہے۔ جس طرح کا موقع احمدیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے دیا ایسا موقع کسی کو شاید ہی کبھی دیا گیا ہو۔

اس کے بعد ہی پوری اسمبلی نے علی وجہ البصیرۃ یہ اعلان کیا کہ یہ دونوں گروہ غیر مسلم ہیں۔ قومی اسمبلی کی مکمل کارروائی سطح پر پہلی دفعہ نگاش میں شائع ہو گئی ہے، اس کتاب کے تقریباً 21 حصے ہیں، اور 3000 سے اوپر صحائف ہیں۔ اردو میں قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ تحقیقیت و تحریک مولانا اللہ و سایا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پانچ جلدیوں میں شائع ہوئی۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادات گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا کی بیوی کو امام المؤمنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو حجاجہ کرام، قادیانی کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد و حجی کو قرآن مجید، محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔

چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے مسلمانوں کے پروگرام مطالبه پر ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں قادیانیوں کو شعائرِ اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کھلواسکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشویش نہیں کر سکتا، شعائرِ اسلامی استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائرِ اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتون نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائرِ اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔

آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائرِ اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کا عدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بخ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (SCMR 1718/1993) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کھلواسکتا اور نہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔



## 6 ستمبر۔۔۔ خدا کرے نہ بھی ہو خم سرِ وقارِ وطن

عبدالودود ربانی

6 ستمبر کا دن ہمیشہ ایک باوقار قوم کے لازوال عزم ولو لے اور جوش و جذبے کے استعارے کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ نصف صدی قبل پیش آنے والی غیر معمولی یہ ونی جاریت نے اس وقت قوم کے اندر اتحاد، اتفاق، حب الوطنی، احساس ذمہ داری، یک جہتی اور ہم آہنگی کی ایسی بجلیاں بھر دی تھیں جن کی آب و تاب نے دشمن کی صفوں کو تھس نہیں کر کے رکھ دیا تھا۔ بلاشبہ وہ لمحات پاکستان کی تاریخ کا ایک منفرد اور جدا گانہ باب ہے جس میں ہمارے جوانوں، بچوں، بڑھوں، ماوں، بہنوں کے جذبات و احساسات سمیت افواج پاکستان کے بہادر سپوتوں کی لازوال اور بے لوث قربانیوں کی داستانیں سنہرے حروف میں لکھی نظر آتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ 16 روزہ جنگ کے دوران اسباب و وسائل کے اعتبار سے حریف کا پله بھاری اور ظاہری اسباب کے درجے میں یہ جنگ جیتنا پاکستان کے لئے نامکن تھا۔ لیکن مادیت اور دجل کے مقابلے میں ایمان و یقین کی کافر مانی اور اثر انگیزی کا نظارہ اس وقت دنیا نے دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ خود بھارت کو جنگ روکنے کے لیے عالمی برادری سے مداخلت کی درخواست کرنا پڑی اور بالآخر 22 ستمبر کو معاہدہ جنگ بندی عمل میں لایا گیا۔ کمزور اور پس ماندہ مملکت خداداد کے ہاتھوں بھارت کو ایسی شرمناک، ذلت آمیز اور عبرتاک شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا کہ آج تک اس کے سابق فوجی اپنی ہزیرت ذلت کا اقرار و اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ 6 ستمبر یومِ دفاع پاکستان کے طور پر ہر سال ان شہیدوں اور غازیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منایا جاتا ہے جنہوں نے وطن عزیز کی سالمیت اور تکمیلی کے تحفظ

کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔ یومِ دفاع پاکستان اس عہد کی تجدید کا دن بھی ہے کہ اگر ہم ایمان، اتحاد اور نظم جیسی اعلیٰ خصوصیات اپنے اندر سمولیں جو بانی پاکستان کے رہنماء اصول تھے تو کوئی بھی جارح ہمارے ملک کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جنگ ستمبر کے جذبوں اور ولوں کو از سرنوتازہ کیا جائے اور دشمن کے جارحانہ عزم کے آگے قوت ایمانی کی بدولت سیسیہ پلاٹی دیوار بن جانے کی خاطر قوم کو ذہنی اور جذباتی لحاظ سے تیار کیا جائے۔

اگرچہ ماضی کے بر عکس عسکری اور دفاعی لحاظ سے پاکستان ایک مستحکم اور حفظ مقام پر کھڑا دکھائی دیتا ہے اور دشمن اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ پاکستان کے خلاف کسی بھی قسم کی جارحیت اسے مہینگی پڑ سکتی ہے اور میدان جنگ میں پاکستان سے جیتنا اس کے بس میں نہیں ہے۔ تاہم دشمن نے اب کی بار مادر وطن کو مجوہ کرنے کے لئے اوپھے اور مخفی ہتھکنڈوں کا انتخاب کیا ہے، چنانچہ پاکستان کو داخلی طور پر مختلف طریقوں سے غیر مستحکم اور کمزور کرنے کے لئے نئے حریب آزمارا ہے۔ بدعتی سے ہماری ناکام خارج پالیسیوں کی بدولت آج ہمارے برادر ہمسایہ ممالک بھی دشمن کی صفوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ آج وطن عزیز جن حالات سے دوچار ہے وہ انتہائی تشویش ناک ہیں۔ اندر وہی اور بیرونی طور پر دشمنان پاکستان ہماری جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف عمل ہیں بلوچستان میں ہماری اپنی کوتاہیوں اور دشمن کی ریشه دوانيوں کے باعث ہماری فورسز پر حملہ جاری ہیں۔

البتہ یہ امر خوش آئند ہے کہ ہمارے حساس اور قومی سلامتی پر مامور ادارے ہر دم چوکس، جدید حربی ساز و سامان سے لیس اور بھرپور پیشہ و رانہ صلاحیتوں کے مالک ہیں اور بھارتی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے ہر ممکن وسائل بروے کار لارہے ہیں۔ پاک فوج اپنی ذمہ داریوں سے نہایت عمدگی کے ساتھ عہدہ برا آہور ہی ہے۔ ضرب عصب کے ذریعے پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ہونے والی دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اُکھاڑ رہی ہے اور نیشنل ایکشن پلان کے تحت شہری و دیہی علاقوں میں موجود بھارتی ایجنٹوں کا قلع قلع کر رہی ہے۔ تاہم یہ حقیقت بھی ناقابل فراموش ہے کہ دشمن کو شکست دینے کے لئے تھا حربی طاقت و صلاحیت ہی کافی نہیں ہوا کرتی بلکہ فوج کی پشت پر ایک مضبوط، بہادر اور باہمی تنازعات سے محفوظ قوم کا موجود ہونا بھی از بس ضروری ہے۔ ایک ایسی قوم جس میں 1965ء والا جذبہ ایمانی، وہی جرات، بہادری، عزم و استقلال، جہد مسلسل اور جذبہ حب الوطنی کا فرمایا ہو، اس سے ایک طرف ہم اپنی

افواج کے شانہ بٹانہ بیرونی دشمن کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے تقویت حاصل کریں تو دوسری جانب اندر ویسی مشکلات کا مقابلہ کرنے میں تھل و برداشت کا مظاہرہ کریں۔

تاکہ ہماری طرف سے اٹھنے والا کوئی جذباتی قدم دشمن کے ناپاک عزم کی منزل کو آسان نہ کر دے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت جو داخلی حالات ہیں وہ کسی صورت حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ حکمران جماعت اور اپوزیشن جماعتوں میں اختلافات دشمنی کی حدود کو چھوڑ رہے ہیں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی جماعتیں خالص قومی سلامتی کے معاملات میں بھی مل بیٹھے کوتیار نہیں ہیں، وزراء اور معاونین کی فوج ظفر موج کی واحد کارکردگی مخالف جماعتوں کو ہدایان بکنا، میدیا پر آکر گالم گلوچ کرنا اور آستین چڑھا کر دھمکیاں دینے سے زیادہ نظر نہیں آتی اور اس پر مستلزم ایکہ انہیں اس لغوگوئی اور دریدہ دہنی پر تنبیہ کرنے کی بجائے قیادت کی طرف سے شبابش دی جاتی ہے اور یہی حال ہماری دیگر قومی سیاسی جماعتوں کا ہے۔ اندر وطنی انتشار کی حامل ریاست کبھی بھی بیرونی جاریت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مقدار جماعتوں کو اپنی روشن بدلتا ہوگی۔ اہل اقتدار پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قومی سلامتی کے معاملات میں تمام اسٹیک ہولڈرز کو ساتھ لے کے چلیں، سیاسی اختلاف اپنی جگہ لیکن سلامتی کے ایشور پر قوم متحد اور مضبوط نظر آنی چاہیے۔

اُج کا تاریخ ساز موقع جہاں ہمیں ماضی کے کارناموں پر فخر و ناٹش کی تلقین کرتا ہے وہاں مقتدر طبقات کو بھی اس پہلوکی جانب غور و لکڑ کی دعوت دے رہا ہے کہ قوم کے درمیان پھیلے انتشار و افتراق کے خاتمه کے لئے ملک کی نظریاتی اساس کو از سر نو مضبوط بنایا جائے۔ پاکستان کلمہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا اور اسلام ہی اس ملک کی شناخت ہے۔ اسلام اور اسلامی تعلیمات کا احیاء کر کے ہی ہم ہمہ جہت مصائب اور بحرانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور آنے والی نسلوں کو ایک محفوظ و مسکون، پر امن، خوشحال اور خود مختار پاکستان دے سکتے ہیں۔ یوم دفاع پوری قوم کے لئے اس لحاظ سے تجدید عہد وفا کا دن ہے اور ہر فرد کو یہ عہد کرنا ہے کہ وہ وطن عزیز کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کو زندگی کی سب سے اولین ترجیح بنا کر اس شعور کو اگلی نسلوں تک منتقل کرے گا۔ انشاء اللہ



## مینار پاکستان پر پیش آنے والا ناخوش گوار واقعہ

ابوعکاشہ

14 اگست 2021 کو مینار پاکستان کے سامنے تلے ایک ٹکٹا کر خاتون کے ساتھ پیش آنے والے واقعے میں ملوث ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں انہیں ان کے جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے گی، خاتون کے ساتھ اوباش نوجوانوں کی دست درازی اور ہر اساح کرنے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے مؤثر حکمت عملی وضع کرے تاکہ ایسے واقعات کا بالکل یہ سد باب ہو سکے۔ کچھ عرصے سے خواتین کے ساتھ دست درازی، ہر اگئی اور قتل کے ہونے والے پے در پے واقعات انتہائی تشویش کا باعث ہیں جو کنٹرول ہونے کی وجہے دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، موصولہ اطلاعات کے مطابق متاثرہ خاتون ایک ٹکٹا کر ہے جو یو ٹیوب اور ٹکٹا کپڑا پر اپنی ویدیو یوز بنا تی اور اپ لوڈ کرتی رہتی ہے جس کے فالورز کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے، متاثرہ خاتون نے وقعد سے ایک روز قبل ایک ویدیو پیغام کے ذریعے اپنے فالورز کو بتایا کہ وہ 14 اگست کو مینار پاکستان آ رہی ہے آپ بھی آئیں، مونج مستی کریں گے اور ویدیو یوز بنائیں گے، مبینہ طور پر جب یہ خاتون اپنے نامحتم ساتھیوں کے ساتھ مینار پاکستان پہنچی تو اس کے سینکڑوں فالورز پہلے ہی وہاں موجود تھے، پہلے پہل تو خاتون ان کے ساتھ فخش حرکات اور زو معنی اشارے کرتی رہی، تصویریں بنواتی رہی پھر جب اوباش نوجوان آپ سے باہر ہوئے تو پھر وہ سب ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔

مذکورہ واقعہ کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جو اس سے زیادہ سنگین تشویش ناک اور کرب ناک ہے اور وہ ہے سو شل میدیا کے ذریعے ہماری نوجوان نسل کے اخلاقیات کی تباہی و بر بادی۔ ریکارڈ اٹھا کے دیکھ لیں، سروے کر لیں، ملزمان کا انٹرو یوکر لیں، ڈیٹا لے لیں، خواتین اور بچپوں کے ساتھ کثرت سے ہونے والے دست درازی، ہر اسگی اور ریپ جیسے واقعات کے پیچھے انٹرنیٹ پر موجود لاکھوں کی تعداد میں فحش سائنسیں اور بے ہودہ مسودے ہے جن تک رسائی اس قدر آسان ہے جیسے دو جمع دو چار، اب رہی سہی کسر یو ٹیوب، ٹک ٹاک اور سینیک ویڈیوز نے پوری کر دی ہے۔ مذکورہ واقعہ اسی کا شاخہ سانہ ہے، ہر اسگی کے واقعے سے پہلے اسی جگہ بنائی جانیوالی ویڈیوز میں صاف دیکھا جاسکتا ہے کہ محترمہ ایک نامحرم لڑکے کی بانہوں میں (جسے وہ اپنا دوست بتاتی ہے) ایک جمع غیر کی موجودگی میں جو حركات اور ذہنی اشارے کرتی رہی اور جو ویڈیوز بناؤں کیں وہ ایک با پردہ باحیا مسلم خاتون کے شایان شان نہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ متاثرہ خاتون دو چار نامحرم لڑکوں کے ساتھ مینار پاکستان کیوں گئی؟ ایک مسلمان خاتون جس کا دین اسے اکیلے سفر حج پرجانے کی اجازت نہیں دیتا، جو دین خاتون کو آذان دینے کی اجازت نہیں دیتا جس کی تعلیمات یہ ہوں کہ مسلم خاتون کی آواز غیر محرم کے کانوں تک نہ پہنچے وغیرہ مرسدوں کے ہمراہ بلا کسی ناگزیر ضرورت کے ہزاروں کے مجمع میں کیوں چلی گئی؟ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نام لیوا (جو یہ کہے کہ علی میرا جنازہ رات کو اٹھے تاکہ کسی غیر محرم کی نظر میرے جنازہ پر بھی نہ پڑے) اور عائشہ جیسا پاکیزہ نام رکھ کے بازاروں کی زینت بننا اور ٹک ٹاک پر اپنی بے ہودہ اور بے پردہ ویڈیوز ڈالنا، کیا منہ دکھاؤ گی ان پاک ہستیوں کو جن کی محبت کا دم بھرتی ہو۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ایسی عورتوں کے لئے یہ پیغام ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرْهَا مَا:

قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَدْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَأَسِيَّاتِ عَارِيَاتِ الْمُهِيلَاتِ مَأْيَلَاتٍ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسِينَمَةِ الْبُحْتِ الْمَأْيَلَةِ لَا يَدْخُلُنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدُنَ

ریحہا، وَإِن ریحہا لیو جد من مسیرۃ کذا و کذا۔ (مسلم 7194)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جہنمیں میں نے نبیں دیکھا، ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مارتے پھریں گے اور دوسرا قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود نگنی ہوں گی۔ وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان عورتوں کے سر بخشنی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوبصورتی پا سکیں گی حالانکہ جنت کی خوبصورتی اتنی مسافت (یعنی دور) سے محض محسوس کی جاسکتی ہے۔“ بنی ﷺ کا یہ فرمان (کاسیات عاریات مائیلات ممیلات) کی اہل علم نے تشریح یہ کی ہے کہ ”کاسیات“ کا معنی یہ ہے کہ ایسے کپڑے پہننا جو باریک ہوں یا اتنے مختصر ہوں کہ اس سے ستر پوشی نہ ہوتی ہو ”عاریات“ کا مطلب ستر پوشی نہ ہونے کی وجہ سے بہمث بہمنہ ہونا، ”مائیلات“ یعنی وہ لوگوں کی طرف مائل ہونے والی ہیں یعنی ان کے گناہ اور معاصی ان عورتوں کی طرح ہیں جو کہ غاشی کی عادی ہوں، ”ممیلات“ یعنی دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہیں (یعنی غاشی کی دعوت دینے والی) پسندیدہ اکرم (ص) نے ایک خاتون کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **يَا حَوْلَاءِ لَا تُبَدِّي زِينَتَكِ لِغَيْرِكِ زُوْجِكِ يَا حَوْلَاءِ لَا يَجِلُّ لِأَمْرَأَةٍ أَنْ تُظْهِرَ مِعْصَمَهَا وَقَدْمَهَا لِرَجُلٍ غَيْرِ بَعْلِهَا وَإِذَا فَعَلَتْ ذَلِكَ لَمْ تَزُلْ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ وَسَخْطِهِ وَغَضِبِ اللَّهِ عَلَيْهَا وَلَعْنَتُهَا مَلَائِكَةُ اللَّهِ وَأَعْدَّ لَهَا عَذَابًا أَلِيمًا۔** (عیون اخبار الرضا، ج 2، ص 11)

اے حوالاء! ”اپنے بناؤ سنگار کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے سامنے ظاہر مت کرنا، اے حوالاء! کسی بھی خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی خوبصورتی اور اپنے پیروں کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے ظاہر کرے اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی لعنت و غضب میں رہے گی اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتے لعنت کریں گے اور اللہ قیامت میں اسے دردناک عذاب میں بٹلائے کرے گا۔“ مندرجہ

بالا احادیث کی روشنی میں ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو بگاڑ کی وجہ خود بخود سمجھ میں آ جاتی ہے۔ مذکورہ واقعہ میں او باش لڑکے تو قصور و ارہیں، ہی خاتون بھی برابر کی گناہ گار ہے، دین جہاں مردوں کو نگاہ یچھے رکھنے کا حکم دیتا ہے وہاں عورتوں کو چادر اوڑھ کر گھر سے باہر نکلنے کی تلقین کرتا ہے۔

اگر ہم پر امن اور محفوظ معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں من جیٹھ القوم دین کی طرف رجوع کرنا ہوگا، دین ہی میں امن ہے اسلام ہی میں سلامتی ہے دینی تعلیمات پر عمل پیارہ ہونے میں ہی عافیت ہے، اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ حکومت وقت کو فخش اور بے ہودہ سائیٹس کی روک تھام کے لئے فوری اور موثر اقدام کرنا ہوں گے۔ پیٹی اے کو چاہئے کہ وہ تک ٹاک، سینک و یڈیو ز اور ایسی دیگر خرافات جو ہماری نوجوان نسل کے اخلاقیات کی تباہی کا باعث بن رہی ہیں جن کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اخلاقی اعتبار سے تباہی و بر بادی کی طرف جا رہا ہے ان پر فوری پابندی عائد کرے، والدین کو بھی اپنے حصے کا کردار ادا کرنا ہوگا، اپنے بچوں کی حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھنا ہوگی، انہیں اچھی تعلیم اور بہترین تربیت کے زیر سے آ راستہ کرنا ہوگا، حکومت، درسگاہ اور والدین بچے کی کردار سازی میں اپنے حصے کا کردار ادا کریں تو یہ معاشرہ مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔



مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

## جَامِعَةُ دَارُ التَّقْوَىٰ



کی جانب سے واٹس ایپ (Whatsapp) پر



# روزانہ حدیث

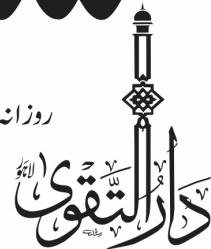
کا سلسلہ جباری ہے

آپ بھی اپنے واٹس ایپ پر روزانہ حدیث حاصل کر سکتے ہیں۔

روزانہ حدیث حاصل کرنے کے لیے اپنے واٹس ایپ سے  
TAQWA  
لکھ کر 03222333224 پر بھیجن۔

+92-3-222-333-224 [www.darultaqwa.org](http://www.darultaqwa.org) [Facebook](#) [Twitter](#) [YouTube](#) /jamiadarultaqwa

Shaykh Mufti Online +92-300-4113082 ifta4u@yahoo.com شرعی مسائل میں جتنی کمی یا کمی۔



ماہنامہ دارالتفوی

ستمبر 2021ء

حرم المحرم بمنزه المظفر 1443ھ

## سوشل میڈیا کا صحیح اور غلط استعمال

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسان اپنی تمام ضروریات اپنے آپ پوری نہیں کر سکتا، اسے اپنی خواہش، اپنی ضرورت اور اپنا مدعا و سروں تک پہنچانا پڑتا ہے، پہنچانے کے عمل کو 'ابلاغ' کہتے ہیں، ابلاغ کے لئے انسان کو دو قدرتی ذرائع مہیا کرنے گئے ہیں، ایک: زبان، جس کے ذریعہ آپ قریب کے لوگوں تک اپنی بات پہنچاسکتے ہیں، دوسرا: قلم، جس کے ذریعہ آپ کوئی بات لکھ سکتے ہیں اور اسے کسی ذریعہ سے دوسروں تک پہنچاسکتے ہیں، ابلاغ کے یہ دو ذرائع شروع سے استعمال ہوتے رہے ہیں، قرآن مجید میں انبیاء کی دعوت کا ذکر آیا ہے، وہ قوم کو اپنی بات سمجھانے کے لئے زبانی تھا طب کا طریقہ استعمال کیا کرتے تھے، تحریر کے ذریعہ دور تک اپنی بات پہنچانے کی مثال ہی قرآن مجید میں موجود ہے؛ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سباب لقیس کو خط ہی کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچایا تھا اور ایک پرندہ نے نامہ بر کا فریضہ انجام دیا تھا۔ (الخیل: ۲۹)

جب کوئی عمومی دعوت و مشن ہو تو اس کے لئے ایسا ذریعہ استعمال کرنا جو ایک ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ جائے، رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، کہ میں پہلے سے یہ طریقہ آرہا تھا کہ جب بیک وقت تمام اہل مکہ کو کوئی اہم خبر پہنچانی ہوتی تو صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا، تمام لوگ پہاڑی کے دامن میں جمع ہوجاتے اور کہنے والا اپنی بات کہتا، رسول اللہ اجنب نبوت سے سرفراز کئے گئے تو آپ نے اہل مکہ تک دعوت توحید پہنچانے کے لئے اسی قدیم ذریعہ ابلاغ کو اختیار کیا البتہ اس میں جو بعض غیر اخلاقی طریقے شامل کر لئے جاتے تھے، جیسے: شدت مصیبت کے اظہار کے لئے سروں پر خاک اڑانا، یا

بے لباس ہو جانا، آپ ﷺ نے اس سے اجتناب فرمایا۔ پورے جزیرہ العرب تک اپنی بات پہنچانے کا ذریعہ مکہ اور اس کے مضافات میں منعقد ہونے والے حج اور تجارتی اجتماعات تھے، حج میں تو پورے عرب سے لوگ گھنچ کھنچ کے آتے ہی تھے، اس کے علاوہ عکاظ اور ذوالحجہ وغیرہ کے میلے بھی لگتے تھے، ان اجتماعات میں جوبات کی جاتی، جو تقریریں کی جاتیں اور جو اشعار پیش کئے جاتے، پورے عرب میں اس کی گونج سنی جاتی اور لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہوتا، پوری سر زمین عرب تک اپنی بات پہنچانے کا اس سے موثر کوئی اور ذریعہ نہیں تھا؛ حالانکہ ان میلیوں میں یہاں تک کہ حج میں بھی بہت سی منکرات شامل ہوا کرتی تھیں لیکن آپ ﷺ نے مفاسد سے بچتے ہوئے دعوت اسلام کو عرب کے کوئے تک پہنچانے کے لئے اس موقع کا بھرپور استعمال فرمایا، یہی چیز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وغیرہ کے دامن اسلام میں آنے کا ذریعہ بنی اور بیتیں سے اسلام کی کرن مدینہ کی سر زمین تک پہنچی اور ایک آفتتاب عالم تاب بن کر پورے عالم پر درخشاں ہوئی۔

لیکن ابھی عرب سے باہر اسلام کو پہنچانے کا مرحلہ باقی تھا اور اس کے لئے خط و کتابت کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا چنانچہ ہجرت کے چھٹے سال جب اہل مکہ سے صلح ہو گئی، جو صلح حدیبیہ کے نام سے جانی جاتی ہے اور اہل مکہ کی یلغار مسلسل سے مسلمانوں کو کچھ اطمینان ہوا تو آپ ﷺ نے پہلا کام یہی کیا کہ عرب کے گرد و پیش موجود بڑی طاقتیں اور اس وقت کی معلوم دنیا کے حکمرانوں تک دعویٰ خطوط بھیجے، حدیث کی متداول کتابوں میں تو چھ فرمان رواوں کے نام خطوط کا ذکر ملتا ہے؛ لیکن دنیاۓ تحقیق کے تاجدار ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، یہاں تک کہ چین تک کہ چین تک یہ دعوت پہنچائی گئی، گویا آپ ﷺ نے دور دراز علاقوں تک پیغام حق پہنچانے کے لئے پوری وسعت کے ساتھ اس ذریعہ ابلاغ کا استعمال فرمایا۔

کائنات میں ارتقاء کا عمل جاری ہے، ہر صحیح جب طلوع ہوتی ہے تو اپنے جلو میں ترقی کا ایک نیا پیغام لے کر آتی ہے اور ہر شب جب کائنات کی فضاء پر چھاتی ہے تو وہ کسی نئی حقیقت سے پرده اٹھانے کا مژده سناتی ہے، ترقی کا یہ سفر جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں جاری ہے، اسی طرح ذرائع ابلاغ کے

میدان میں بھی پوری قوت اور تیزگامی کے ساتھ جاری و ساری ہے بلکہ اس میدان میں ٹکنالوژی کی ترقی دوسرے شعبہ ہائے زندگی کے مقابلہ میں زیادہ تیز ہے، ہم لوگوں نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ اس وقت ریڈ یا اورٹیپ ریکارڈ ہی بہت بڑی چیز تھی اور فون و ٹیلی گرام کو حیرت و استجواب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا؛ لیکن آج اگر کوئی شخص ان ایجادات کو حیرت و ریٹک کی نظر سے دیکھے تو بچے بھی اس پر ہنسیں گے چنانچہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرینک میڈیا نے ڈورڈور تک اپنی بات پہنچانے کو آسان کر دیا اور اس کی رفتار ہوا کی رفتار سے بھی بڑھ گئی، افسوس کہ مسلمان ان تمام مرحلوں میں مسلسل پسماندگی کا شکار رہے۔

ہم ترقی کے قافلہ کا سالار بننے کی بجائے اس قافلہ میں شامل آخری فرد بھی نہ بن سکے اور گرد کار وال بننے ہی کو اپنے لئے بڑی نعمت سمجھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرینک میڈیا پر عالمی اعتبار سے بہودی حاوی ہو گئے وطن عزیز ہندوستان میں فرقہ پرستوں کا بول بالا ہو گیا، اور میڈیا کے تھیار سے ہمارے ملے مفادات، تہذیبی اقدار، قومی وقار اور دینی افکار کا اس طرح قتل کیا گیا کہ شاید تو پ اور ٹینک کے گلوں اور فائیٹر جہازوں کی طرف سے ہونے والی آگ کی برسات بھی ہمیں اس درجہ نقصان نہیں پہنچا پاتی؛ ”فیا اسفاؤہ ویا عجباً“! ادھر بیس سے چھپیں سال کے درمیان ابلاغ کے ایسے ذرائع عام ہوئے، جن کو سوشل میڈیا کہا جاتا ہے، اس کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس پر اب تک حکومت یا کسی خاص گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے، خدا کرے یہ صورت حال باقی رہے، اس میں خاصاً تنوع بھی ہے، جس میں واٹس اپ، فیس بک، یوٹیوب، ٹیوٹر، اسکاپ وغیرہ شامل ہیں لیکن یہ ایک بہتا ہوا سمندر ہے، جس میں ہیرے اور موتي بھی ڈالے جاسکتے ہیں اور خس و خاشک بھی، اس میں صاف شفاف پانی بھی اُنڈیا جا سکتا ہے اور گندہ بد بودا رُضله بھی، اس سے دینی، اخلاقی اور تعلیمی نقطہ نظر سے مفید چیزیں بھی پہنچائی جا سکتی ہیں اور انسانی و اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے والی چیزیں بھی، دوسری طرف اس کا اثر اتنا سعیج ہو چکا ہے اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کا نفوذ اس درجہ کا ہے کہ اس کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا اور گزرنے والے ہر دن کے ساتھ اس کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے اس لئے اگرچہ بہت سے لوگوں نے خلوص اور بہتر جذبہ کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کی لیکن بالآخر انھیں اس کی سرکش موجود کے

سامنے ہتھیار ڈالنا ہی پڑا اس لئے اب ہمیں اس ذریعہ ابلاغ کے ثبت اور منفی اور مفید و نقصاندہ پہلو کا تجزیہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں اور خاص کر ملت کی نوجوان نسل کی رہنمائی کرنی چاہئے۔

☆ سوش میڈیا کے جو منفی اور نقصان دہ پہلو ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) یہ جھوٹی خبریں پھیلانے کا ایک بڑا نیٹ ورک بن گیا ہے اور اکثر بہت سی باتیں کسی تحقیق کے بغیر اس میں ڈال دی جاتی ہیں کیوں کہ اس پر حکومت یا کسی ذمہ دار ادارہ کی گرفت نہیں ہے، جب کہ اسلام نے ہمیں جھوٹ تو جھوٹ ہر سی ہوئی بات نقل کر دینے اور بلا تحقیق کسی بات کو آگے بڑھانے سے بھی منع کیا ہے۔ (حجرات: ۲۰)

(۲) عام جھوٹی خبروں کے علاوہ یہ لوگوں کی غیبت کرنے، ان کی کوتا ہیوں کو طشت از بام کرنے، یہاں تک کہ لوگوں پر بہتان تراشی اور تہمت اندازی کے لئے بھی وسیلہ بن گیا ہے اور انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب کسی اچھے آدمی کے بارے میں کوئی بُری بات کہی جائے، خواہ وہ بات کتنی ہی ناقابل اعتبار ہو تو لوگ اس کا آنکھ بند کر کے لیقین کر لیتے ہیں، جس کی کھلی مثال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ ہے، جو خود عہد نبوی میں پیش آیا اور بعض سادہ لوح مسلمان بھی منافقین کے اس سازشی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو گئے۔

(۳) اس ذریعہ ابلاغ کو نفرت کی آگ لگانے اور تفرقہ پیدا کرنے کے لئے بھی بکثرت استعمال کیا جاتا ہے، فرقہ پرست عناصر تو یہ حرکت کرتے ہی ہیں؛ لیکن خود مسلمانوں کے درمیان مسلکی اختلافات کو بڑھاوا دینے میں اس کا بڑا اہم کردار ہا ہے، اس میڈیا پر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے انسانیت دشمن جذباتی مقررین کی تقریریں بھی موجود ہیں اور مسلمانوں کے مختلف مسالک کے درمیان مناظروں کی شرمناک مخالفیں بھی، جو بہت تیزی سے باہمی نفرت کو جنم دیتی اور فساد کی آگ بھڑکاتی ہیں۔

(۴) اس میڈیا کا دہشت گردی اور تشدد کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے اور استعمال کرنے والوں میں مختلف مذاہب کے خود ساختہ نمائندے شامل ہیں، جنہوں نے لوگوں کی نگاہوں میں دھول جھونکنے کے لئے مذہب کا مقدس لباس پہن رکھا ہے۔

(۵) اس ذریعہ ابلاغ کا سب سے منفی پہلو فرشتاء کی اشاعت اور بے حیائی کی تبلیغ ہے، جو چیز انسان کو اپنے خلوت کدہ میں گوارہ نہیں ہو سکتی، وہ یہاں ہر عام و خاص کے سامنے ہے، یہ اخلاقی اقدار کے لئے تباہ کن اور شرم و حیاء کے لئے زہر ہال سے کم نہیں، اور افسوس کہ حکومتیں ایسی سانس طوں کو روکنے میں کوئی لچکی نہیں لیتیں، ورنہ سماج بے حیائی کے اس سیلا ب بلا خیز سے نجح سکتا تھا۔

ان منفی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے بہت سے ثابت اور مفید پہلو بھی ہیں اور اس کا صحیح استعمال کر کے اسلامی اور انسانی نقطۂ نظر سے بہت سے اچھے کام کرنے جاسکتے ہیں، جن کا تذکرہ مناسب ہوگا:

(۱) پھول، جوانوں، عورتوں، بوڑھوں اور عام مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے لحاظ سے دین کی تعلیم و اشاعت اور اخلاقی تربیت کے لئے اس کو آسانی کے ساتھ بہت مؤثر طریقہ پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں اور زیادہ تر اسی راستے سے کی جاتی ہیں، اسی میڈیا سے ان کا مؤثر طور پر رد کیا جا سکتا ہے۔

(۳) تعلیم کے لئے اب یہ ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے اور جیسے ایک طالب علم کلاس روم میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتا ہے، یا اپنے استاد کے سامنے بیٹھ کر کمرہ جماعت کی کمی کو پورا کرتا ہے؛ اسی طرح وہ اس ذریعہ ابلاغ سے بھی علم حاصل کر سکتا ہے اور اپنی صلاحیت کو پروان چڑھا سکتا ہے، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی کو دور دیہات میں بیٹھے ہوئے طالب علم کے لئے بھی اس کے ذریعہ مشرق و مغرب کے ماہر ترین اساتذہ سے کسب فیض کرنا ممکن ہے، ایسے تعلیمی مفادات کے لئے اس ذریعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(۴) صحت و علاج کے شعبہ میں بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے؛ بلکہ لی جا رہی ہے، اس کے ذریعہ ماہر ترین معالجین سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ ہندوستان میں ایک ڈاکٹر آپریشن کرتے ہوئے امریکہ کے کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے مستفید ہو سکتا ہے۔

(۵) موجودہ صورت حال یہ ہے کہ پرنٹ میڈیا نیز نیشنل اور انٹرنیشنل الیکٹر انک میڈیا جھوٹی خبریں بنانے اور پھیلانے، نیز سچی خبروں کو دبانے اور چھپانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے میں لگا ہوا ہے

اور نہایت مہارت کے ساتھ مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنانے کر پیش کر رہا ہے، ان حالات میں سوشل میڈیا کے ذریعہ سچائی کو پیش کرنے اور جھوٹ کی قلمی کھولنے کی اہم خدمت انجام دی جاسکتی ہے؛ چنانچہ عالمی ولکی سطح پر کئی واقعات ایسے ہیں، جن میں سوشل میڈیا کی حقیقت بیانی نے ظالموں اور دروغ گویوں کو شرمندہ کیا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ سوشل میڈیا کا اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اور اس کی مضرتوں سے نیسل کو بچا جائے کیوں کہ جن چیزوں میں نفع اور نقصان دونوں پہلو ہوں، اور اس ذریعہ کو بالکل ختم کر دینا ممکن نہ ہو تو اسلامی نقطہ نظر سے اس کے لئے یہی حکم ہے کہ اس کو مفید طریقہ پر استعمال کیا جائے اور نقصان دہ پہلوؤں سے بچا جائے، جس چاقو سے کسی جانور کو حلال طریقہ پر ذبح کیا جاسکتا ہے اور کسی بیمار کو نشتر لگایا جاسکتا ہے، وہی چاقو کسی بے تصور کے سینہ میں پیوسٹ بھی کیا جاسکتا ہے، تو ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ ہم چاقو کے صحیح استعمال کی تربیت کریں۔ اس پہلو سے سوشل میڈیا میں جن باتوں سے نیسل کو بچانے کی ضرورت ہے، ان میں چند اہم نکات یہ ہیں:

(۱) چھوٹے بچوں کو جہاں تک ممکن ہو، اس سے دور رکھا جائے تاکہ ان کی پہنچ ایسی تصویروں تک نہ ہو جائے جو ان کے ذہن کو پرا گندہ کر دے یا قتل و ظلم کے مناظر دیکھ کر ان میں مجرمانہ سوچ پیدا ہو جائے۔  
 (۲) طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کو تعلیمی اور تعمیری مقاصد کے لئے ایک مختصر وقت ان ذرائع سے استفادہ کے لئے مخصوص کر لینا چاہئے کیوں کہ اس کا بہت زیادہ استعمال انسان کو وقت ضائع کرنے کا عادی بنا دیتا ہے اور پیغامات کی تسلسل کی وجہ سے وہ بعض اچھی چیزوں کو بھی اتنی دیر تک دیکھنے کا خوگر ہو جاتا ہے کہ اصل کام سے اس کی توجہ بہت جاتی ہے، یہ بھی ایک طرح کا لہو و لعب ہے جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ صحیح کے نقطہ نظر سے بھی نہایت نقصان دہ ہے۔

(۳) جو عمل عام حالات میں جائز نہیں ہے، وہ ان ذرائع کے ذریعہ بھی جائز نہیں ہے، جیسے: جھوٹ، بہتان تراثی، لوگوں کی کوتا ہیوں کو طشت از بام کرنا، مذاق اڑانا، سب و شتم کے الفاظ لکھنا یا کہنا، یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے بچنا شرعی فریضہ ہے۔

(۴) ایسی خبریں لکھنا یا ان کو آگے بڑھانا جن سے اختلاف بڑھ سکتا ہے، جائز نہیں ہے، اگرچہ وہ سچائی پر مبنی ہوں اس لئے کہ جو صحیح مسلمانوں کے دلوں کو پارہ پارہ کرتا ہوا اور انسان اور انسان کے درمیان نفرت کے نقج بوتا ہو، اس سے وہ جھوٹ بہتر ہے، جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے اور اختلاف کو تحدیس سے بدلنے کا کردار ادا کر سکے۔

(۵) ایسی چیزیں دیکھنا، لکھنا اور پڑھنا، سب کا سب حرام ہے، جو فحشاء اور بے حیائی کے دائرہ میں آتا ہو، خواہ وہ تصویر کی شکل میں ہو یا آواز کی، تحریر کی شکل میں ہو یا کارٹون کی، شعر کی شکل میں ہو یا لطیفہ کی، ان سے اپنی حفاظت کرنا اس دور میں نوجوانوں کے لئے بہت بڑا جہاد اور ایک عظیم عبادت ہے۔

(۶) سوشل میڈیا پر اسلام اور پیغمبر اسلام، مسلمانوں کی تاریخ اور مقدس مقامات و شخصیات کے بارے میں ایسی نازیبیا باتیں بھی آجاتی ہیں، جو بجا طور پر نوجوان تو کیا ہر مسلمان کے خون کو گرمادینے اور دل کو گھولادینے کے لئے کافی ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں صبر، سنجیدگی اور متانت سے کام لینا چاہئے اور ایسے جذباتی رد عمل کا اظہار نہیں کرنا چاہئے جو نفرت کو بڑھانے والا ہو، اگر ناشائستہ باتوں پر اس طرح کے کومنٹ (Comment) کئے گئے تو جو لوگ اسلام، امن اور انسانیت کے دشمن ہیں، ان کا مقصد پورا ہو جائے گا، اس کی بجائے علم کی روشنی میں مدلل اور سنجیدہ طریقہ پر ان کا جواب دینا اور ان کی بات پر ریماრک کرنا چاہئے کیوں کہ جذبات و اشتعال سے وہ لوگ کام لیتے ہیں جن کے پاس دلیل کی قوت نہیں ہوتی، جن کے پاس دلیل کا ہتھیار موجود ہو ان کو بے برداشت ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۷) نہایت قابل توجہ بات یہ ہے کہ نوجوانوں کو ایسی سائٹوں سے دُور رہنا چاہئے جن کا تعلق دہشت گردوں جیسے ”داعش“ وغیرہ سے ہے، ان کے قریب بھی جانے سے بچنا چاہئے کیوں کہ یہ چیز غلط راستہ پر لے جاتی ہے، یا کم سے کم شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہے اس لئے نوجوانوں کو تہمت کے ان موقع سے دُور رہنا چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو ان کو غلط راستہ پر ڈال دے یا ان کے بارے میں شکوک و شبہات کا راستہ کھول دے حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی بھی قسم کی اقدامی یا جوابی دہشت گردی کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ اس میں بے قصور لوگوں کی موت ہو جاتی ہے، اسلام تو امن و انسانیت، عفو و درگذر اور محبت و بھائی چارہ کا پیغام برہے نہ کہ نفرت اور ظلم کا سوداگر۔

## استاد کا رتبہ بڑا ہے یا والد کا؟

### مفہی تلقی عثمانی صاحب

ایک مرتبہ شیخ عبدالحدا از ہری جو مصر کے بہت اچھے فقیہ ہیں، میرے مہمان ہوئے۔ آپ نے حاضرین کے سامنے بہت ہی عمدہ انداز میں تلاوت کی۔ پھر گفتگو کا دور شروع ہوا بات نکلی کہ قرآن نازل ہوا عرب میں پڑھا گیا مصر میں اور سمجھا گیا ہند میں۔ اس پر انہوں نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی میں حاضر تھا کچھ محبت رکھنے والے علماء نے مجھے منند پر بٹھا دیا۔ اور کہا ہمیں کچھ نصیحت کریں۔ بعد نصیحت کے سوال جواب کا دور شروع ہوا۔ کسی نے پوچھا استاد کا رتبہ بڑا ہے یا والدین کا؟؟ میں نے کہا کہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ استاذ کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔

کیوں کہ والدین بچے کو نیچے (دیما میں) لانے کو محنت کرتے ہیں اور استاذ بچے کو نیچے (دنیا) سے اوپر لے جانے کے لئے محنت کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس جواب پر ایک ادھیر عمر آدمی نے کہا کہ مجھے آپ کا جواب سمجھ میں نہیں آیا میں نے کہا آپ کچھ سمجھا دیں۔ اس نے کہا کہ صحابہ کے دور سے یہ ترتیب چلی آرہی ہے (غالباً حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک گفتگو کی طرف اشارہ فرمایا) کہ پہلے کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پھر عمل صحابہ رضی اللہ عنہم پھر اخیر میں قیاس ہے اور آپ نے پہلے ہی قیاس کو اٹھایا حالانکہ والدین کا رتبہ منصوص علیہ ہے اور آپ نے جو دلیل پیش کی وہ قیاس ہے۔ جب نص کسی چیز کی فضیلت میں وارد ہو جائے وہ ہر حال میں افضل ہی رہتی ہے تا آنکہ کوئی دوسری نص اس کے خلاف وارد ہو

جائے۔ میں نے اپنا سر پکڑ لیا کہ واقعی اتنی زبردست چوک مجھ سے کیسے ہو گئی جب کہ اصول میں یہ بات ہے کہ کسی چیز کی فضیلت یا کسی چیز کے ثواب و عتاب کو ثابت کرنے کے لئے نص قطعی الثبوت چاہیے یا ایسا مضبوط باسندا متصصل قول نبی چاہیے جو اس فضیلت یا ثواب و عتاب کے معاملہ میں صریح ہو، میں نے کہا واقعی میں غلطی پر تھا کچھ اور فرمائیں۔

کہا کہ ایک باندی تھی ابو یہب کی آزاد کردہ جن کا نام تھا نویہ جنہوں نے چند روز آپ علیہ السلام کو اپنا دودھ پلا یا تھا۔ ایک مرتبہ تشریف لاکیں تو آپ نے اپنی دستار مبارک ان کے راستے میں بچھا دی، یہ درجہ دیا اس ذات کو جس نے چند روز دودھ پلا یا تو جنم دینے والی کا کیا حق ہو گا؟ اور دوسری طرف حضرت جبریل جو من وجہ آپ کے استاذ تھے۔ ان کی آمد پر اس قسم کی تکریم ثابت نہیں۔ میں نے کہا آپ کے جواب سے اطمینان ہوا۔ کلام الہی اور عمل نبی کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ اٹھ کر چل دیئے۔ میں نے کہا شاید کوئی نقیہ ہیں اہل مجلس نے کہا کہ یہ ہندوستان کے ادارہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث مفتی سعید احمد پالنپوری ہیں۔ (رحمہ اللہ رحمۃ واسعة)

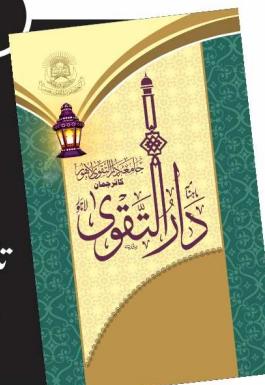
کہاں سے لاکیں تیرا انداز افہام و فراست



ہر ماہ با تاعدگی سے شائع ہونے والا

## تریتی، اصلاحی اور تبلیغی رسالہ

تاہبہ حضرات اپنے کاروبار اور مصنوعات کی موثر تشهییر کے لئے ماہنامہ دارالتحقیقی کا انتخاب کریں



## ٹائم میں پھنسنے کا میا ب زندگی کا راز

مولانا بشیر احمد مرودت

”ہم ایک دن عدن کی طرف سفر کر رہے تھے۔ یہ 10 مئی کا دن تھا۔ صبح سور کراٹھا تو ایک ہم سفر نے یہ کہہ کر سخت پریشانی میں مبتلا کر دیا کہ جہاز کا انجمن ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی کپتان اور ملازم میں گھبراۓ پھر رہے تھے، انجمن بالکل بے کار ہو گیا تھا اور جہاز نہایت آہستہ آہستہ ہوا کے شہارے چل رہا تھا۔ میں سخت گھبراۓ اور نہایت نا گوار خیالات دل میں آنے لگے۔ اس اضطراب میں، میں اور کیا کر سکتا تھا؟ علامہ شلی اللہ علیہ فرماتے ہیں：“تب میں دوڑتا ہوا پروفسر آر نلڈ کے پاس پہنچا۔

بعض اوقات ایک وقت میں دو کام آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے، مثلاً: صبح کے وقت ورزش کرتے ہوئے آپ آسانی سے سورہ یسین بھی پڑھ سکتے ہیں وہ ہمارے ساتھ اس جہاز میں سوار تھے۔ ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان کے ساتھ کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: ”آپ کو کچھ اضطراب نہیں، بھلا یہ کتاب دیکھنے کا کیا موقع ہے؟“ فرمایا: ”اگر جہاز کو بر باد ہونا ہی ہے تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قابل قدر ہے، ایسے قابل قدر وقت اور زندگی کے ان قیمتی لمحات کو رایگاں کرنا بالکل بے عقلی ہے۔“ ان کے استقلال سے مجھ کو بھی اطمینان ہوا۔“ (متاع وقت اور کاروان علم) صبح ہے یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے وقت کے ایک ایک لمحے کا خوب خیال رکھا، لیکن آج کل آپ کسی تقریب میں چلے جائیں، چاہے وہ عام لوگوں کی مجلس ہو یا خاص افراد کی، وہاں پر بیشتر لوگ آپ کو وقت کی کمی اور مصروفیات کی زیادتی کا شکوہ کرتے نظر آئیں گے۔ بسا اوقات یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ آج کل تو مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ اگر دن رات میں 24 سے 30 گھنٹے بھی کام کریں تو بھی پورا ہونے کا نام نہیں

لیتے۔ دوسری طرف ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جوانہ چوبیں گھنٹوں میں اپنی روزمرہ کی تمام کاروباری، دفتری، گھریلو اور دینی مصروفیات کو نہ صرف پورا کرتے ہیں بلکہ ان کی زندگی میں کوئی افرافری بھی نظر نہیں آتی۔

درachiل یہ کمال ہے: ”ٹائم میجنٹ“ کا۔ جن لوگوں کو یہ ہنر آتا ہے انہیں وقت کی کمی کی شکایت بھی نہیں ہوتی۔ اپنی مصروفیات، اوقات اور کاموں کے حوالے سے کوئی بھی پریشانی ہو تو درج ذیل بنیادی اصول اپنانے سے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ ٹائم میجنٹ کے اصول ایک کائناتی حقیقت ہیں کہ وقت کو نہ تو پھیلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کم کیا جاسکتا ہے، البتہ اس کو منظم کیا جاسکتا ہے۔

”مشہور فاتح نپولین بونا پارٹ نے ایک بہت خوبصورت بات کی ہے: ”میں بھلے کوئی بھی مقابلہ ہار جاؤں، مگر میں کبھی ایک لمحہ نہیں ہاروں گا۔“ اب وقت کو کیسے منظم کیا جائے؟ ذیل میں دیے گئے زریں اصولوں کو اپنا کر اپنے اوقات کو منظم کریں اور ذہنی انتشار اور افرافری سے چھکارا پائیں۔ بس یہی آپ کے سوال کا جواب ہے۔

1: سنجیدگی: ہر کام میں سنجیدگی کو جو اہمیت حاصل ہے، اس سے کوئی بھی عقل مند انسان انکار نہیں کر سکتا، لہذا وقت کے حوالے سے سب سے پہلے سنجیدہ ہو جائیں کہ اس کے بعد ہر کام وقت پر ہوگا۔

2: اہم کام کی تعین: دن کے آغاز میں تمام کاموں کی ایک اجمالی فہرست بنائیں اور ان کاموں کی اہمیت کے لحاظ سے درج بندی کریں، اس طرح آپ کے تمام اہم امور آسانی سے انجام پائیں گے۔ ہو سکتا ہے کوئی بہت ہی غیر اہم کام چھوٹ جائے لیکن اس کا آپ کو بھی فسوں نہیں ہوگا، کیونکہ آپ اپنے اہم کاموں کو سرانجام دے چکے ہیں۔

3: منصوبہ بندی: اپنے کاموں کے لیے مناسب منصوبہ بندی کریں کہ کس وقت میں کون سا کام کرنا ہے؟ ورنہ بے ترتیب کاموں میں جہاں کام صحیح طرح نہیں ہو پاتا، وہاں بہت سا وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

4: ایک وقت، ایک کام: ٹائم میجنٹ کا ایک بنیادی اصول ہے کہ ایک وقت میں ایک کام پر توجہ دی جائے تو بہتر اور تیزی سے سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ ”پروفیسر ایڈم اسمٹھ“ نے ایک مرتبہ صنعت کا دورہ کیا جہاں پر کیل بنائے جا رہے تھے اور ہر آدمی الگ سے تارکھنچتا تھا، اس کو کاٹتا تھا، ہیڈ بنا تھا۔ اس

کے بعد اس کی نوک بناتا تھا، انہوں نے وہاں کی مینجنٹ کو یہ مشورہ دیا کہ اگر تینوں کاموں پر الگ الگ بندوں کو مقرر کیا جائے تو ان کے کام کی رفتار بڑھ سکتی ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے پروفیسر ایڈم اسمٹھ کے مشورے پر عمل کیا تو ان کی اوسط رفتار جو 300 تھی، 1500 پر پہنچ گئی۔

**5:- کام کے لیے وقت کی تعیین:** ہر کام کی تکمیل کا ایک وقت مقرر کیا جائے کہ اس وقت میں یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچنا چاہیے۔ اس وقت میں اتنی لپک ہو کہ وہ کام اس میں پورا ہو سکتا ہو، جیسے: آپ امتحان ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے پاس کل 180 منٹ کا وقت ہے اور آپ نے 5 سوالات حل کرنے ہیں تو ابتداء میں ہر سوال کے لیے ایک مخصوص وقت کو متعین کرے اور وہ وقت پورا ہونے پر آپ اگلے سوال پر منتقل ہو جائیں۔

**6:- ایک وقت میں دو کام:** اگرچہ اہم اور بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک وقت میں ایک کام ہو، ورنہ عدم توجہ سے کام کا حرج ہو گا، لیکن بعض اوقات ایک وقت میں دو کام آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے، مثلاً: صبح کے وقت ورزش کرتے ہوئے آپ آسانی سے سورہ یسی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

**7:- مناسب طریقہ استعمال کریں:** کسی بھی کام کو سرانجام دینے میں جو سب سے سستا اور آسان طریقہ ہو اور جس سے آپ کا وقت نج سکتا ہو، وہ اختیار کریں، مثلاً: اگر کوئی کام کسی کو دو منٹ فون کرنے سے ہو سکتا ہے تو اس کے لیے آپ کو کسی سے ملاقات کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ فون کر کے کام کو سرانجام دیجیے اور وقت بچائیے۔

**8:- ملازم رکھنا:** اگر آپ معاشی اعتبار سے کسی مشکل کا شکار نہیں ہیں تو آپ اپنے گھر یا کام کا کاج کے لیے ایک ملازم رکھ سکتے ہیں، جس سے آپ کا بہت سا وقت نج جائے گا اور دیگر اہم کام سرانجام دے سکیں گے۔ لہذا آج سے سنجیدہ ہو کر اپنے اوقات کو منظم کرنا شروع کریں اور اہمیت کے لحاظ سے کاموں کی درجہ بندی کریں۔ تاکہ نہ تو آپ کا وقت ضائع ہو اور نہ بے جا اور غیر اہم کاموں میں خرچ ہو، بلکہ مناسب کاموں میں وقت کو صرف کر کے بہترین انسان بننے کی راہ پر چل نکلیں گے اور ان شاء اللہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ آپ بہترین شخصیت کے مالک ہوں گے اور مستقبل بھی آپ کا اچھا ہو گا۔ بیکریہ پر شریعہ ایڈ برس





## ماہِ صفر اور توہم پرستی

علامہ عماد الدین عندلیب

اسلام کم ریسرچ اسکالر ”الندوہ“ لاہور یونیورسٹی اسلام آباد

اسلام کے مضبوط عقائد اور پاکیزہ تعلیمات میں عقل اور محبت کا حسین امترانج پایا جاتا ہے۔ ان میں سے اگر کسی ایک چیز کو بھی نکال دیا جائے تو اس کی ساری خوبی اور اس کا سارا حسن ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ عقائد و عبادات کا نظام اگر عقل سے آزاد ہو جائے تو ”توہم پرستی“ والا مذہب وجود میں آنے لگتا ہے اور عقل کو اگر آسمانی وحی پر منی عقائد و عبادات سے خالی کر دیا جائے تو اسی ”مادیت پرستی“ جنم لیتی ہے جو روحاں کیتی ہے کہ حسن اور لطف سے بالکل نابلد ہوتی ہے اور نتیجہ دونوں صورتوں میں گمراہی اور محرومی ہی نکلتا ہے۔ کہیں جسم کے جائز تقاضوں سے محرومی رہتی ہے تو کہیں روح کے حقیقی مطالبات سے محرومی اختیار کرنی پڑتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کے اکثر ویشتر لوگ علم و فضل سے ناواقف، دور بینی اور شاشنگی سے دور اور تہذیب و تمدن سے یکسر عاری اور بھی دامن تھے۔ جہالت و ضلالت کے گھٹاٹوپ اندھروں نے ان میں بت پرستی رائج کر دی تھی اور بت پرستی نے انہیں توہم پرست بنادیا تھا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی صحیح ہستی کا اقرار، جزا و سزا کا تصور اور نیک و بد اعمال پر اچھے اور برے نتیجے کا مرتب ہونا ان کے نزدیک تمسخر اور استہزا کی باتیں بن کر رہ گئی تھیں۔ جہالت پرستی اور توہم پرستی نے ان کے عقائد و اعمال کو ایسا بگاڑ دیا تھا کہ عقل بھی اس پر خندہ زن تھی۔

ثیرک و بدعت اور کفر و ضلالت کے ان گھٹاٹوپ اندھروں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ سے ان کی جہالت کے اندھروں کو ختم

فرمایا۔ ”توہم پرستی“ کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حقیقت شناسی کی تعلیم دی، شرک کی جگہ تو حیدر بہت پرستی کی جگہ اللہ وحدۃ الاشیریک لہ کی نورانی تعلیمات عنایت فرمائیں اور عقائد و اعمال میں ان کے لئے ایسا واضح اور صاف راستہ متعین فرمایا جو ان کو ہنہم کے اندر سے اور تاریکی سے نکال کر جنت کی روشنی کی طرف لے جائے۔ لیکن آج کل مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی کمی اور یورپ و مغرب کی انتہی تہذیب و ثقافت اور اس کا کلچر قبول کرنے کی وجہ سے ہمارے عام مسلمانوں میں کچھ ایسے خیالات نے جنم لے رکھا ہے کہ جن کا دین و شریعت اور مذہب اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں، اسی جہالت کے نتیجے میں آج بھی زمانہ جاہلیت قبل از اسلام کے ساتھ یہ جلتی مختلف توہم پرستیاں ”ماہ صفر“ کے بارے میں بھی پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ بعض لوگوں اور خاص طور پر خواتین نے تو اس مہینے کا نام ہی ”تیرہ تیزی“ رکھ دیا ہے اور اس مہینے کو اپنے گمان میں ”تیزی“ کا مہینہ سمجھ لیا ہے۔ اس کی حقیقتی اور قطعی وجہ تو معلوم نہیں ہو سکی کہ اس مہینے کو ”تیرہ تیزی“ کا مہینہ کیوں کہا جاتا ہے؟ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس مہینے کو ”تیرہ تیزی“ کا نام اس لئے دے دیا گیا ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات جو اس مہینے میں شروع ہوا تھا وہ مشہور روایات کے مطابق تیرہ (۱۳) دن تک مسلسل جاری رہا تھا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تھا۔ اس سے جہلاء نے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تیرہ (۱۳) دنوں میں مرض کی شدت اور تیزی کی وجہ سے یہ مہینہ سب کے حق میں شدید، بھاری اور تیز ہو گیا ہے۔ اگر واقعتاً یہی بات ہے تو یہ سراسر ”جہالت“ اور ”توہم پرستی“ کا شاخہ سانہ ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں اور ایسا عقیدہ رکھنا سخت گناہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس مہینے کے ابتدائی تیرہ (۱۳) روز خاص طور پر بہت زیادہ سخت اور تیز یا بھاری ہوتے ہیں، اسی وجہ سے یہ لوگ صفر کے مہینے کی پہلی تاریخ سے لے کر تیرہ (۱۳) تاریخ تک کے دنوں کو خاص طور پر منحوس سمجھتے ہیں اور بعض جگہ اس مہینے کی تیرہ (۱۳) تاریخ کو پہنچنے اُبال کر یا چوری بنانا کرتے ہیں تاکہ بلا نیکی مل جائیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کے ابتدائی تیرہ (۱۳) دنوں سے متعلق اس غلط خیال کی وجہ سے ہی اس مہینے کو ”تیرہ تیزی“ کا مہینہ کہا جاتا ہو اور یہ بھی شریعت پر زیادتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سناؤ کہ

: ”ماہ صفر“ میں بیماری، نحوسٰت اور بھوت پریت وغیرہ کا کوئی نزول نہیں ہوتا۔” (مسلم)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(اسلام میں نہ امراض کا) تعدد ہے، نہ ہامہ اور نہ صفر (کے مہینے کی نحوسٰت) ہے۔“ اس پر ایک دیہاتی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اونٹوں کی ایک جماعت کا کیا معاملہ ہے جو ریت میں اس حال میں ہوتے ہیں کہ گویا وہ ہرن ہیں (یعنی ہرن کی طرح بیماری سے صاف سترہ ہیں) پھر ان کے ساتھ کوئی خارش زدہ اونٹ آلتا ہے جو ان سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(اچھا یہ بتاؤ کہ) پہلے اونٹ کو کس کے ذریعے سے خارش لگی؟۔“ (یہ سن کر وہ دیہاتی لا جواب ہو گیا۔) (بخاری، مسلم و ابو داؤد)

اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ ”ماہ صفر“ میں بیماری، بدشکوفی، شیطانی گرفت اور نحوسٰت کے اثرات کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ بیماری، شیطانی گرفت، ستاروں کی گردش اور نحوسٰت کا ”ماہ صفر“ سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ”بھوت پریت کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔“ (مسلم)

ابن عطیہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ: ”بیماری، شیطانی گرفت اور نحوسٰت دوسروں پر اثر انداز نہیں ہوتی اور یاد رہے کہ بیمار اونٹ دوسرے اونٹوں میں نہ جانے پائے، صحابہ ﷺ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیمار اونٹ دوسرے اونٹوں کی تکلیف کا سبب بنتا ہے۔“ (مؤطا امام مالک)

در اصل زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ متعدد مرض اور بھوت کی بیماری ہر حال میں دوسرے کو لگتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یعنی وہ بذات خود بیماری کے دوسرے کی طرف متعدد ہونے کو مؤثر بالذات سمجھتے تھے اور بعض بیماریوں میں طبعی طور پر لازمی خاصیت کے قائل تھے۔ آپ ﷺ نے اس باطل عقیدے کی اصلاح فرمائی۔ (فیض القدیر)

آج کل بھی بعض لوگ مختلف بیماریوں مثلاً کوڑھ، خارش، چیچک، خسرہ، گندہ، ہنی (پائیور یا) اور آشوب چشم وغیرہ کو اسی طرح (خود بخود بغیر حکم الہی کے لازمی طور پر) متعدد سمجھتے ہیں جو کہ باطل اور غلط عقیدہ ہے۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ موت و زندگی، بیماری و تندرتی اور مصیبت و راحت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ

کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگر ایک بیماری دس (۱۰) آدمیوں کو لگتی ہے تو وہ اللہ کے حکم سے لگتی ہے، بیماری میں ہرگز یہ طاقت نہیں کہ وہ بغیر حکم الہی کے کسی دوسرے کو لگ جائے۔ چنانچہ تجربہ و مشاہدہ بتلاتا ہے کہ وباً امراض میں سمجھی مبتلائیں ہوتے، بلکہ بہت سے لوگ وباً بیماروں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی ان سے محفوظ رہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کوئی بھی بیماری از خود کسی کو نہیں لگتی بلکہ جس وقت اور جب جس کو حق تعالیٰ شانہ چاہتے ہیں بیمار کر دیتے ہیں اور جس کو نہیں چاہتے اسے بیمار نہیں کرتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے بعض بیماریوں کے ایسے جراشیم پیدا فرمائے ہیں کہ وہ جس کو پہنچتے ہیں اس میں وہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ متعددی امراض کہلاتے ہیں، جب کہ یہ عقیدہ ہو کہ یہ جراشیم از خود دوسرے کی طرف متعددی منتقل نہیں ہوتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے ارادے سے متعددی منتقل ہوتے ہیں تو اس صورت میں ان سے احتیاط کرنے اور بچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض احادیث میں اسی نقطہ نظر کے پیش نظر بعض بیماریوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بیماری کا تدعا، اور ہامہ اور صفر کوئی چیز نہیں ہیں، اور آپ مجدوم اور کوڑھ (Leprous) کے مریض سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔“ (بخاری)

خلاصہ یہ کہ احتیاطی تدابیر اور اسباب کے درجے میں موثر بالذات اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتے ہوئے وباً امراض سے حفاظت اور ان سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنے میں قطعاً کوئی حرج اور کوئی مضائقہ نہیں ہے۔



### انتقال پر ملال

گزشتہ دنوں پاکستان کے معروف عالم دین اکابر علماء کرام کے استاذ جبل علم تین مدرسون کے بیک وقت شیخ الحدیث حضرت قدس مولانا صلی اللہ علیہ وسالہ و علیہ السلام صابر نور اللہ مرقدہ اچانک حرکت قلب بند ہونے کے باعث انتقال کر گئے۔ اسی طرح مہتمم ادارہ علوم اسلامی روا پینڈی اسلام آباد کے صاحب طرز عالم دین مولانا فیض الرحمن عثمانی بھی منظر عالمت کے بعد انتقال کر گئے۔

اہل شوری، اساتذہ و طلباًء جامعہ دارالتحوی کی طرف سے ولی تعزیت و دعاء، اللہ تعالیٰ ان حضرات کی خدمات عالیہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں، جنت میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائیں اور بعد والوں کو نعم البدل نصیب فرمائے۔ آمین

## حضرت سودہ بنت زمعہ

**بنت ثاقب، عالیہ سال دوّم**

**متعلّمه جامعہ دارالتحقیقی، لاہور**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاں پر صحابہ کرام نے دین اسلام کو پھیلانے میں اعلیٰ جذبات بہادری کی بے شمار مثالیں قائم کیں تو وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہونے کی حیثیت سے اعلیٰ اخلاق و کردار کی بہت سی مثالیں قائم کیں ہیں جو کہ امت مسلمہ کی ہر عورت کے لئے زندگی گزارنے کے ہر شعبہ میں بہترین نمونہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں ان میں سے ایک اعلیٰ کردار و اخلاق کی زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں؛

### حضرت سودہ بنت زمعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ بنت عتبہ سے بے پناہ محبت تھی انہوں نے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشکل حالات میں تعاون کیا وہ ان کے بے مثال کردار عظیم پہلو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب کفار مجھے ستاتے، مجھ پر الزام لگاتے اور لغو با تیں بناتے تو میں گھر میں خدیجہ بنت عتبہ سے اس کا تذکرہ کرتا وہ اتنی عظیم خاتون تھیں کہ نہایت حکمت کے ساتھ میرا حوصلہ بڑھاتیں یہاں تک کہ میرے دل کو سکون مل جاتا خدیجہ میرے ہر رنج کو بالکا کر دیتی تھیں۔

جب سیدہ خدیجہ بنت عتبہ فوت ہو سیں تو اسی سال یعنی 10 نبوی میں آپ کے شفیق چچا ابو طالب بھی وفات پا گئے آپ کی سیرت میں یہ سال عام الحزن (غم کا سال) کہلاتا ہے، حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے معاملات کے بارے میں بہت فکر مند تھے ان دو عظیم شخصیات کے دنیا سے

اٹھ جانے کے بعد دعوت کے میدان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کئی گناہ بڑھ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بچیاں حضرت زینب بنت علیہما اور رقیہ بنت علیہما شادی کے بعد اپنے گھروں میں چل گئی تھیں حضرت ام کلثوم بنت علیہما اور فاطمہ بنت علیہما بھی گھر میں تھیں اور دونوں نو عمر تھیں۔

### اللہ کا انعام

نبوت کے تقاضے پورے کرنا کوئی آسان کام نہ تھا اور گھر کی پریشانیاں بھی تھیں ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا بہترین انتظام فرمایا کہ گھر کے محاذ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی حد تک مطمئن ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابیہ حضرت سودہ بنت زمعہ بنت علیہما جوابتدائی مسلمانوں میں سے تھیں اور بہجرت جسکے سعادت بھی حاصل کرچکی تھیں، بہجرت سے واپسی پر مکہ میں اپنے شوہر حضرت سکران بن عمر کے ساتھ واپس آئیں تو ان کے خاوند فوت ہو گئے وہ دونوں میاں بیوی خاندان بنو عبد اثمس میں سے تھے جو قریش کا معزز گھر انہ تھا حضرت سکران بن علیہما اور سودہ بنت علیہما کا ایک بیٹا تھا عبد الرحمن جو اس وقت نو خیز جوان تھا حضرت سودہ اپنے شوہر کی وفات پر غمزدہ تھیں مگر اللہ ان پر انعامات کی نظر رحمت ڈال رہا تھا قسمت و مقدار کے فیصلے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

صحابیہ حضرت خولہ بنت حکیم بنت علیہما جو حضرت خدیجہ بنت علیہما کی رشتہ دار تھیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت حضرت سودہ بنت علیہما کو اپنے نکاح میں لے لیں کیونکہ وہ گھر کے معاملات اور بچیوں کی دیکھ بھال کے لئے نہایت موزوں و موثق اتوں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے پھر حضرت خولہ بنت علیہما نے حضرت سودہ بنت علیہما سے بات کی وہ اور ان کے والد زمودنوں اس پیغام سے خوش ہوئے حضرت خدیجہ بنت علیہما کی وفات کے چند ہی دن بعد یہ مبارک نکاح و قویں پذیر ہوا۔

### عالی مقام اہل بیت

مؤخرین نے حضرت سودہ کے ایک خواب کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے دیکھا تھا کہ وہ تکیے پر سر رکھ لیتی تھیں کہ آسمان پھٹا اور چاند ان کے اوپر آگرا یہ ان دونوں کی بات ہے جب دونوں میاں بیوی

داخل اسلام ہو چکے تھے انہوں نے یہ خواب حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا انہوں نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ وہ فوت ہو جائیں گے اور حضرت سودہ آپ کے گھر میں داخل ہو جائیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کی زندگی میں بیت نبوی میں جن دو عظیم المرتب امہات المؤمنین کو داخلے کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت خدیجہ اور حضرت سودہ ہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو اس مبارک سفر پر لے کر نکلے اس قافلے میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔

### ایشارہ کا اعلیٰ نمونہ

حضرت سودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بہت خوش و خرم رہیں وہ کئی خوبیوں کی مالک تھیں بچیوں کی دلکشی بھال اور تربیت کے علاوہ مسلمانی کڑھائی کے کئی کام جانتی تھیں انہیں اپنی محنت سے جو آدمی ہوتی تھیں اس کا بیشتر حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف عائشہ ہی واحد زوج تھیں جو شادی سے پہلے نو عمر اور کنواری تھیں، حضرت سودہ چونکہ عمر سیدہ تھیں اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کی بنیاد پر تقسیم شدہ باریوں میں سے اپنے حصہ کا وقت انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا یہ ایشارہ کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی بڑی تعریف کیا کرتی تھیں ان کا ایک قول ہے کہ عورتوں میں سوتون ہونے کی وجہ سے جو جذبہ رقبابت ہوتا ہے اس سے ایک عورت میں نے خالی دیکھی ہے اور وہ تھیں سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح آپ کی دل جوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑتی تھیں وہ حس مزاح سے بھی مالا مال تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات قیام اللیل میں کھڑی ہو گئیں اور سلام پھیرنے کے بعد آپ کی طویل نماز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو رکوع میں یوں محسوس ہوا کہ میری نکسیر پھوٹ جائے گی تو میں نے ناک پر اپنا ہاتھ رکھ لیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت محظوظ ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت سنبھیڈہ اور خوش مزاج انسان تھے۔



## اسلامک خارجہ پالیسی - چند توجہ طلب پہلو

سفیان علی فاروقی

گلوبالائزیشن کے جدید اور تیز ترین دور میں خارجہ پالیسی کی اہمیت پہلے سے کہیں بڑھ گئی ہے اور خارجہ پالیسی نظام تعلیم و سخت سے لے کر ملکی معیشت پر بھی بہت زیادہ اثر انداز ہونے لگی ہے اس لئے یہ کسی بھی ملک کے لئے بہت زیادہ حساس اور اہم شعبہ ہے، ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ دنیا کے ایک کوئے میں ہونے والا واقعہ دوسرے کوئے میں واقع ملک کو متاثر کرتا ہے سو اس میں جتنی احتیاط اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جائے کم ہے۔ خلاق عالم نے کائنات ہستی میں اپنے سب سے زیادہ محبوب پیغمبر محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عالم کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے معموت فرمایا تو فرد کی زندگی کے جیع پہلو سے لیکر ملک و ملت کی حیات جاوداں کے سنبھری اصول تک ان کی مبارک زندگی سے امت کو مرحمت فرمائے اب دیکھنا یہ ہے کہ تاریخ انسانیت کے سب سے سنبھری دور یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے خلافائے اربعہ کے دور حکومت میں خارجہ پالیسی کی بنیاد کن اصولوں پر مبنی تھی اور ان کا طرز کیا تھا؟ اسلام اس معاملہ میں ہماری کیسے کرتا ہے؟ اسلامک خارجہ پالیسی کن خطوط پر استوار ہے اور ایک آزاد و خود منقار اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کیا ہونی چاہئے؟ موجودہ دور میں کہ جب دنیا ایک کالونی بن کر رہ گئی ہے اسلام کے درخشنده اصولوں کو اپنا کر کیسے اپنے دین و ملت کی صحیح رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

سیدنا امیر معاویہ بن ابي ذئب اور سیدنا علی المتصفی بن ابي ذئب کا جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہوا اور اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رومی بادشاہ نے سیدنا معاویہ بن ابي ذئب کو یہ پیشکش کی کہ وہ مرکز اسلام پر چڑھائی کریں ہم آپ کی مکمل مدد کریں

گے تو سیدنا معاویہ بن ابی شہبہ نے انتہائی جرات سے جواب دیا کہ اگر تم نے علی یعنی اللہ کی طرف لشکر کشی کی تو سیدنا علی یعنی اللہ کی طرف سے جو پہلا سپاہی تمہارے مقابلے میں آئے گا وہ امیر معاویہ بن ابی شہبہ ہو گا، اس سے ثابت ہوا کہ آپسی اختلافات جتنے بھی ہوں کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کا ساتھ نہیں دینا چاہئے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

”مُؤْمِنٌ لَوْكَ مُسْلِمٌ نَّوْمٌ كَوْچُوْزٌ كَفْرٌ وَّلَوْمٌ كَأَوْنَانٌ يَارُ وَمَدْكَارَنَهْ بَنَانَيْنِ اُورْ جَوْ اِيْسَا كَرَے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں“۔ (سورۃ آل عمران 28)

خارجہ پالیسی کا ایک نہایت ہی نازک پہلو یہ بھی ہے کہ ائمڑنیت اور الائیٹروں کی روza فزوں افادیت اور مختلف اقوام سے میں جوں نے بہت سی قباحتوں کو بھی جنم دیا ہے اور باقاعدہ کوئی سنسر بورڈ نا ہونے کی وجہ سے نوجوان نسل بغیر کسی مقصد کے اس کا بہت غلط استعمال کر رہی ہے حکومتی سطح پر اس کا پورا اہتمام کیا جانا چاہئے بلکہ دفتر خارجہ اور داخلہ میں باقاعدہ اس کا شعبہ بنانا یا جائے کہ ائمڑنیت اور میڈیا کے ذریعہ کوئی بھی غلط چیز عوام کو گمراہ اور مس گائیڈ نا کرنے کے فتح جزیش وار بھی اسی کا حصہ ہے، اسلام ایک اسلامی حکومت کی اولین ذمہ داری مقرر کرتا ہے کہ اس کے زیر اہتمام علاقہ میں یعنی والے لوگوں کی کردار سازی مضبوط ہاتھوں میں ہو اور اس کا اسلامی حکومت خاص خیال رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حکومت میں بیشمار ایسے واقعات پیش آئے جس میں آپ نے غیر مسلموں کی بہت سی چیزوں کو جاری رکھا اور بہت سی چیزوں پر سختی سے پابندی لگادی تا مسلم قوم اخلاقی پستی، جسمانی لا غرپن اور معاشی اپائی ہونے سے محفوظ ہو جیسا کہ سود، شراب، چنگ میں دھوکہ دہی، کسی سے بھی وعدہ خلافی وغیرہ کو سختی سے منع کیا بلکہ کئی غیر اخلاقی حرکات پر سزا میں بھی مقرر فرمائیں اور بہت سی چیزوں پر قدغن نہیں لگائی تاکہ مسلم قوم دنیاوی لحاظ سے کسی سے بھی پیچھے نا رہے، سوہمیں بھی چاہئے کہ ہمارے پڑوئی غیر مسلم ممالک اور خاص کر یورپ کی ہر اچھی بری چیز کو فری بیٹھ دینے کی بجائے باقاعدہ سنسر شپ سے گزارہ جائے اور ملک و ملت کے لئے نقصان دہ چیزوں کو کسی بھی صورت ملک کے ائمڑنیت اور میڈیا سے دور رکھا جائے تاکہ ہماری تہذیب و تمدن اور اخلاقیات برقرار رہیں اور آئندہ آنے والی نسلیں ان کی امین بن سکیں اور اسلامی ملک اپنے شخص، وقار اور اپنی عزت کو برقرار رکھ سکے۔

وقت کا تقاضہ ہے کہ پوری دنیا کے ممالک سے بنا کر رکھی جائے خاص کر ان ممالک سے جو دنیا پر معاشر اور جنگی ندیا دوں پر راج کر رہے ہیں تاکہ ہمیں کسی بھی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے مگر اس معاملہ میں اسلام ایک جرات مندانہ قدم اٹھانے کا اسلامی حکومت کو پابند کرتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

”یعنی اور (اے مسلمانوں) تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لائیے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی رکھوالا کھڑا کر دیجئے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجئے۔“ (النساء: 75)

کسی بھی ایسے ملک سے تعلقات استوار نہ کئے جائیں جو ملک اپنے ہاں لینے والے مسلمانوں پر ظلم و ستم کرے بلکہ اس ملک سے ان کے تحفظ کی گارٹی لینی چاہئے تاکہ مسلم یونی قائم ہو اور برقرار رہ سکے سوچنے کی بات ہے کہ اگر ہم کسی کی اشک شوئی نہیں کریں گے، کسی کے مشکل وقت میں ساتھ نہیں دینے تو پھر ہمارے مشکل وقت میں کون ہماری اشک شوئی کرنے آئے گا، اسلام تو اس معاملہ میں اتنا حساس ہے کہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے فرمایا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں بدن کا کوئی ایک حصہ تکلیف میں ہو تو پورا بدن بے چین ہوتا ہے“، مگر اس میں کتنی احتیاط سے کام لینا ہے قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

”اور کسی قوم کے ساتھ تمہاری دشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو“۔ (المائدہ: 1) بلکہ قرآن پاک میں ہے ”اور اگر وہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو“۔ (الأنفال: 61)

اور جو ممالک مسلم دشمنی میں شریک نہیں ہیں ان سے تعلقات قائم کرنے کے بارہ میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان کے ساتھ احسان اور انصاف کا سلوک کرو“۔ (المتحنہ: 8)

یعنی اسلام کہتا ہے کہ خارجہ پالیسی کا لازمی حصہ ہونا چاہئے کہ کسی بھی غیر مسلم ملک سے تعلقات استوار کرنے سے پہلے یہ جائزہ لیا جائے کہ اس کے مسلمانوں کے بارے میں کیا اقدامات اور خیالات ہیں پھر اس کے حساب سے ان کے ساتھ برداشت کیا جائے چاہے وہ وقت کی کتنی ہی بڑی سپر پاور کیوں نا ہو پھر فیصلہ کرنے کے بعد معاملہ اللہ پاک پر چھوڑ دے اللہ پاک سے بڑا دنا اور کار ساز کوئی نہیں ہے۔

خارجہ پالیسی کا ایک مستقل حصہ اسلامی ممالک سے بہتر تعلقات بنانا، ان میں موجود غلط نہیں کا ازالہ کرنا اور مسلم اتحاد کی سنجیدہ کوششیں کرنا ہونا چاہئے آج کے اس نازک دور میں باوجود سب سے زیادہ وسائل ہونے کے پوری دنیا میں صرف اور صرف مسلمان ہی پس رہے ہیں، ان کی لاشیں ہر طرف بکھری پڑی ہیں اور آپس میں شدید اختلافات کا شکار ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے کہ اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر متحod ہو کر ایک فوج، ایک کرنی، ایک مشترکہ بنک اور پورے مسلم ممالک میں مسلمانوں کے لئے ویزہ فری سسٹم متعارف کروانا چاہئے تاکہ مسلم تعلقات بہتری کی طرف گامزن ہوں اور امت سے غم اور خون کے سائے ختم ہو جائیں۔

خارجہ پالیسی میں اس بات پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے کہ پوری دنیا میں رہائش پذیر اپنے ملک کے باشندوں کی ہر مکانہ مدد کی جائے، انہیں مکمل سپورٹ کیا جائے، پوری دنیا میں قائم ایمپیسیز کو روزانہ کی بنیادوں پر مانیٹر کیا جائے اور بہتر سروہز فراہم کی جائیں اس کے ساتھ ساتھ قومی شخص کو برقرار رکھنے کے لئے نئی سے نئی پالیسیز لائی جائیں، اپنے اسلامی لکھر کے فروع کے لئے سرکاری سرپرستی میں پوری دنیا میں مختلف معاشری، سماجی، فیسٹیوالز کا اہتمام کیا جانا چاہئے اور سود کے مقابلے میں اسلامی حیثیت و تجارت کے فروع کا ذریعہ بنانا چاہئے۔

یہ چند ایک تجویز و آراء اپنے قارئین اور حکومت وقت کے ارباب حل و عقد تک پہنچانا ضروری سمجھا اس سلسلہ میں مزید بہت زیادہ محنت اور تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ ہمارا پیارا ملک عزیز پاکستان خارجہ پالیسی کے بجراؤں سے نکل کر پوری دنیا کے لئے ایک روشن چراغ اور انہما بن سکے۔



## نئی نسل کی تربیت، تعلیم و تزکیہ

### ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی

تمام خلوقات میں انسان کی تربیت سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ انسان ہی روئے زمین کا واحد فرد ہے جس پر زمین کی صلاح و فساو کا انحصار ہے۔ اس انسان کو اللہ نے ارادہ و اختیار کا مالک بنایا کر دیگر تمام خلوقات سے ممتاز بنایا۔ اور اُس کو خیر و شر، نیکی و بھلائی کی راہ دکھانے کے لئے کتاب بھی دی اور انبیاء کرام کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا۔ انسان کی نسلوں کو اسی اعتبار سے تربیت کے لمبے عرصہ اور مرحلوں سے گذارنے کی تلقین اور تعلیم تمام ادیان میں اور تہذیبوں میں ملتی ہے۔ کیونکہ اس انسان کے اعمال پر اس دنیا میں امن یا فساد، نیکی یا برائی، محبت یا نفرت کا دار و مدار ہے۔ انسانوں کے لئے اللہ کی طرف سے ازلی ابدی سلسلہ ہدایت کی آخری کڑی قرآن پاک اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ اس عظیم ذمہ داری کی اہمیت اور اس کے طریقہ کار کے لئے رہنمائی فرمائی کہ انسان کس طرح اپنی آنے والی نسلوں کو خود ان کیلئے اور تمام انسانیت کے لئے مفید اور باعث خیر بنائے۔

اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پر ایک سرسری نظر بھی ڈالیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ نئی نسل کی پرورش اور تربیت و تعلیم کے لئے رب کائنات نے اپنے بندوں کو کتنا آمادہ کیا ہے۔ بعض علماء نے اس لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآنی تعلیمات کی رو سے تو بچہ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ نے اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی کے اہتمام کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر انبیاء سے اس سلسلہ میں جو دعا نیکیں منقول ہیں اس میں یہ

تلقین کی گئی کہ صرف اولاد کی دعاء نہ مانگیں بلکہ نیک، قلب سلیم، عظیم حلیم کی دعاء مانگیں۔ عام مومنین کو دعاء کی تلقین کی گئی کہ یہ دعاء مانگیں: ”اے اللہ ہمیں اپنی بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بننا“ الفرقان آیت ۲۷، اس سلسلہ میں اگر ہم مزید غور کریں تو ہمیں متعدد ایسی تعلیمات اور ترغیبات ملتی ہیں جن میں ایسے ذرائع اختیار کرنے کو کہا گیا ہے جن کے نتیجہ میں ایک نیک اور خدا شناس و خدا پرست نسل وجود میں آئے۔ نکاح سے قبل ہی اس بات کی ترغیب دی گئی کہ مال و جمال کے بجائے کمال کی بناء پر شریک حیات کا انتخاب کیا جائے۔

پھر نکاح کے موقع پر مبارکباد کے طور پر دی جانے والی دعاء میں بھی یہی روح کا رفرما ہے فرمایا گیا کہ دعاء کے طور پر ان الفاظ کو ادا کرو ”اللہ تعالیٰ تم دونوں میں برکت عطا فرمائے اور تمہیں خیر پر جمع کرے“ اور آگے بڑھیں تو بتایا گیا کہ ہمستری سے قبل دعاء پڑھیں ”اے اللہ ہم دونوں کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ فرماؤ را سے بھی جو اس عمل کے نتیجہ میں وجود میں آئے“ (حدیث بخاری و مسلم) پھر قسمہ حلال کی تلقین فرمائی گئی اور حرام خون سے پرورش پانے والی اولاد سے کسی خیر و بھلائی کی توقع نہ رکھنے کی بھی وعید سنائی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مرحلہ وار نسل کی تعلیم و تربیت سے متعلق فرمایا گیا کہ:

۱- اے ایمان والو! اپنے آپ کو اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

۲- بچوں سے جدا نہ رہو انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔ حدیث نبوی

۳- کسی بھی بیٹے کو اپنے والد سے حسن ادب سے بہتر کوئی و راشت نہیں ملتی۔ حدیث نبوی۔

۴- اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ پھر انہیں تعلیم دو۔ حضرت عمر بن الخطاب

۵- ادب آبا و اجداد کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اور نبکی اللہ کی طرف سے۔

۶- اپنے بچوں کو معزز بناؤ اور انہیں عمدہ آداب کی تعلیم دو۔ امام محمد بن سیرین

۷- جو شخص بچپن میں اپنے بچوں کو ادب سکھاتا ہے وہ بچ بڑا ہو کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

۸- بچپن میں ادب سکھانے کا فائدہ ہے بڑی عمر میں ادب سکھانا ایسا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا

کرنا۔ وہ ٹوٹ جائے گی مگر سیدھی نہیں ہوگی۔

۹۔ جسے والدین ادب نہ سکھا نکیں اسے زمانہ ادب سکھا دیتا ہے۔

۱۰۔ اپنے بچوں کی تین باتوں پر تربیت کرو۔ (۱) آنحضرت ﷺ کی محبت پر (۲) اہل بیت

کی محبت پر (۳) قرآن کی تلاوت پر

۱۱۔ اپنے بچوں کو تیرا کی اور گھوڑ سواری سکھاؤ۔ حدیث نبوی

۱۲۔ علامہ ابن خلدون حفظہ اللہ علیہ اس بابت فرماتے ہیں کہ ”بچوں کو قرآن کی تعلیم شعائرِ اسلام میں

سے ہے۔ پھر امت نے ہر دور میں اس پر عمل کیا ہے۔ (اولاد کی تربیت۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں، از

احمد خلیل جمعہ) تربیت اور تعلیم کا سلسلہ جو ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے اگلے مرحلہ گھر اور مکتب اور پھر معاشرہ

کا ماحول ہوتا ہے۔ اگر ہم اس تعلق سے شریعت کی رہنمائی پر غور کریں کہ کس طرح وہ آداب اور اخلاق سے

پر اور بد اخلاقی، نخش و منکرات سے پاک معاشرہ کی تعمیر پر زور دیتا ہے بلکہ ایسے معاشرہ کی تعمیر کا قیام امت

مسلمہ کے اجتماعی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اور فریضہ قرار دیا گیا۔ پھر یہ کامِ حُضُن ایک ثواب کا کام نہیں

بلکہ ضروری امر قرار دیا گیا۔ یہ اہمیت بالکل فطری ہے کیوں کہ تمام مخلوقات میں انسان ہی ایسی مخلوق ہے جن

کی پیدائش، ذہنی جسمانی نشوونما کا اتنا لمبا عرصہ ہوتا ہے اور اس عرصہ کے ہر مرحلہ میں الگ الگ عوامل نئی

نسل کی تربیت و تعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بچپن میں ماں پھر گھر کا ماحول پھر اسکول مکتب اور معاشرہ اور

ذرائع ابلاغ۔ اگر ہم اپنی نئی نسل کے تعلق سے اپنی ذمہ داری کو اس آیت کی روشنی میں سمجھتے ہیں جس میں کہا

گیا ہے کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنی آپ کو اولاد کو جہنم کی آگ سے۔ (اتحیم)

تو ہمیں اپنے رویہ کا بے لالگ، منصفانہ جائزہ لینا ہوگا۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم ﷺ اور

اسماعیل ﷺ کی دعاء کا ذکر ہے کہ ”اے ہمارے رب ان لوگوں میں خود انہیں کی قوم سے ایک رسول اٹھایو یو

جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے“ (البقرہ: ۳۸)

اس دعا کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ”درحقیقت اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ

ان کے درمیان خودا نہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا ہے جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و دنائی کی تعلیم دیتا ہے” (آل عمران: ۱۶۲) یہی مضمون سورہ الجمعد آیت ۲ میں بھی وارد ہوا ہے۔

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آج ہم نے اپنی نئی نسل کی تربیت و تعلیم کا کام کے سونپ رکھا ہے؟ ماں و والد کے معمولات و مشغولیات کیا ہیں؟ خود انہیں دین اور اپنی ذمہ داری کا کتنا شعور ہے؟ گھروں میں ۷.T اور Cable کی بدولت کیا ماحول ہے؟ اسکو لوں میں استانیوں کے حالات اور نصاب کیسے ہیں اور سب سے بڑھ کر معاشرہ میں شیطانی طاقت، بے حیائی، بد تمیزی، بے ادبی (آزادی) اور بے انصافی کا کیا ماحول ہے؟ اب ایسے میں بولا پڑھ بول کا تو آم کہاں سے پائے؟ کے علاوہ ہم کس نتیجہ کے مستحق ہیں۔ کل ملا کر ماڈہ پرستی اور آخرت فراموشی و خدا بیز اری کا جو ماحول ہے وہ ہم پہلے دن سے ہی بچہ کے شعور و لاشعور میں بھاتے ہیں اور صرف بڑا آدمی ”ڈاکٹر“ ”نجیس“ ”کامیاب“ آدمی بننے کی منزل اور مراد اس کے سامنے رکھتے ہیں حالانکہ اس میں تھوڑی سی تبدیلی ہم اگر اپنی فکر میں کر کے اسے قرآنی بنالیں اور ”نیک بڑا آدمی“ ”نیک ڈاکٹر“ ”نیک کامیاب آدمی“ کی خواہش خود بھی کریں اور نئی نسل کے سامنے بھی اسی کو حاصل کرنے کی منزل بنائیں تو ہمارا رویہ بھی بدلتے گا اور اولاد کا بھی اور پورے معاشرہ میں تبدیلی بھی آئے گی۔ اور آج Generation gap نسلوں کے درمیان فاصلہ کا جو مسئلہ ہے وہ بھی بخوبی حل ہو سکے گا۔ یہ مسئلہ جتنا ہم ہے اس کے تقاضے بھی اتنے ہی سنگین ہیں اور ہماری اوقیان ترجیح میں شامل ہونے ضروری ہیں۔ دنیا بھر میں آج کل جو فکری، اخلاقی، اعمالی گمراہی عام ہے اُس کے باعث کام دن بدن مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ اور طرہ یہ کہ آج کی غالب تہذیب آزادی اور ”کامیابی“ کے نام پر جو بے لگامی اور بد تمیزی اور اخلاق و اصول کی پامالی کا سبقت دن رات پڑھا رہی ہے اسکے نظرناک تکلیف دہ نتائج بھی ہم کو ہی بھگتے ہوتے ہیں۔ نئی نسل کی ذہن سازی اور کردار سازی پیدائش کے وقت سے ہی نومولود کے ایک کان میں تکبیر اور دوسرا میں اقامت کے ذریعہ شروع ہو جاتی ہے۔ اُس کے کوئی بھی لمحہ سیکھنے کے عمل سے چاہے وہ شعوری ہو یا لاشعوری

خالی نہیں رہتا۔ اس لئے ہر وقت اور ہر لمحہ میں چوکنار ہنا ضروری ہے۔ سردست توجہ طلب یہ ہے کہ یہ موسم گرم کی تعطیلات کا زمانہ ہے۔ اس فرصت کا بہترین استعمال دینی دنیاوی کامیابی کے لئے کیسے ہو سکتا ہے اس پر غور کرنا اور عمل کرنا بہت مفید ہے گا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں اس طرح کا تجربہ عرصہ سے جاری ہے اور مغربی ممالک میں تو نئی نسل میں دین کی منتقلی کا کام اسی نظام کا مرہون منت ہے۔ جس کے تحت وہ شبیہہ کا سیزیا ”تعطیلاتی کوسر“ کا اہتمام کرتے ہیں۔

درج ذیل میں اس کا ایک بنیادی خاکہ پیش خدمت ہے اپنے تجربات اور ضروریات کی روشنی میں اس میں حذف و اضافہ کیا جاسکتا ہے:

- (۱) دینیات: قرآن ناظرہ کی ابتداء یا اسکی صحیح، کم سے کم پارہ عم کی آخری ۲۰ سورتوں کا ترجمہ و تفسیر۔
- (۲) ایمانیات: ایمانِ محمل، مفصل، مسائلِ طہارت ووضو، روزِ مژہ کے حرام و حلال کے مسائل۔
- (۳) نماز: مسائل واذکار نماز۔
- (۴) تاریخ اسلام: اشتاعت اسلام اور اسلامی تہذیب و علوم فنون کی تاریخِ مختصر، نیز اسلام پر اعتراضات کے جوابات۔
- (۵) اردو۔ (۶) اسلامی آداب۔

(۷) معلومات عامہ/ اسلامی معلومات عامہ۔ اس کے علاوہ انگلش بول چال، حساب، فزکس، کیمسٹری اور کامرس جیسے مضامین میں کمزور طلباء کے لئے ایک پیر یہ مختص کیا جاسکتا ہے۔ کبھی کبھار (مہینہ میں ایک یا دو لیکچر) شخصیت کے ارتقاء Personality devlopment اور تعلیمی و پیشہ و رانہ رہنمائی Educational guidance کے لئے مختص کرنا بھی بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ مختلف موضوعات پر شرکاء کی فی البدایہ تقاریر سے بہت دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ ان تمام موضوعات پر مفید اور مختصر کتابیں موجود ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جانا چاہئے۔ حضور ﷺ کی اس تاکیدی حدیث پر بات ختم کرتا ہوں کہ ”تم میں ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا“ اس سوال کے جواب کی تیاری کا زمانہ ابھی ہی ہے۔



## فاریکس کے کاروبار کی شرعی حیثیت

### مفہی ڈاکٹر عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

مفہی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نور اللہ مرقدہ علیٰ حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ بیک وقت ایم بی بی لیں ڈاکٹر، عالم فاضل، مفتی، محقق، کئی کتابوں کے مصنف، فتنہ جدیدیت کے لیے سیف قاطع اور ہزاروں علماء و مفتیان کے ستاذ تھے۔ آپ کی علمی، تصنیفی، تحقیقی و فقہی خدمات گراں مایوس رہیں۔ دور جدید کے فقہی مسائل کے حل پر آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ”فقہی مضامین“ رہتی دنیا تک امت کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ کتاب بذات سے منتخب مضامین علماء، مفتیان، اساتذہ و طلباء، اہل علم، محققین اور عوام الناس کے استفادہ کے لئے سلسلہ وار شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں، اس سلسلے کا پہلا مضمون

فاریکس (Forex) اور کامیکس (Comex) کے نام سے کاروبار کرنے والی کچھ کمپنیاں موجود ہیں۔ اس کاروبار کے طریقہ کارکی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کاروبار کی وہ تمام تصور تین جو عام طور سے اختیار کی جاتی ہیں ناجائز ہیں۔

### کاروبار کا طریقہ

ایک شخص دس ہزار ڈالر کمپنی میں جمع کر کے اس کارکن بن سکتا ہے کمپنی والے پھر اس کی رہنمائی کرتے ہیں کہ وہ کب اور کون سی کرنی یا جنس خرید لے کہ جس کو بعد میں فروخت کر کے نفع کی امید کی جاسکتی ہے، ہر کرنی یا شے کی خرید کی کم سے کم مقدار مقرر کی ہوئی ہے جس کو (Lot) یا کھیپ کہا جاتا ہے مثلاً باسٹھ ہزار پانچ سو برطانوی پاؤ نٹ کی یا ایک لاکھ پیس ہزار جرمیں مارک کی ایک لاث ہوئی ہے، اشیاء اجنبی میں کپاس، چینی اور گندم اور زر نقد میں سونا اور چاندی ہے سونے کی ایک لاث وکھیپ ایک سوانس اور چاندی کی ایک لاث پانچ ہزار اونس پر مشتمل ہوتی ہے۔

جب آپ کسی کرنی یا مذکورہ اشیاء میں سے کسی ایک کی کوئی ایک لاث خریدنا چاہیں اور کمپنی کو

اپنا آرڈر دیں تو کمپنی ان جمع شدہ دس ہزار ڈالر میں سے دو ہزار ڈالر بطور بیعانہ یا تحفظ کے مختص کر لیتی ہے اور آرڈر مرکزی دفتر کو پہنچادیتی ہے جو آرڈر کی تکمیل کر کے لاث کی خرید کی اطلاع دیتا ہے۔ یہ خرید بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک نقد جس کو سپورٹ یا کیش ٹریڈنگ کہا جاتا ہے اور دوسرا ادھار جس کو فیوچر ٹریڈنگ کہا جاتا ہے نقد میں تو مبیع یعنی خریدی ہوئی شے پر فوری قبضہ مل سکتا ہے جب کہ فیوچر ادھار میں یہ طے پاتا ہے کہ باع ایک مقرر مدت کے بعد طے شدہ مہینے میں فلاں تاریخ کو وہ لاث مہیا کرے گا قیمت بھی طے کر لی جاتی ہے۔

### اس کا روابر میں کمپنی کا کردار

کردار کی وضاحت ایک کمپنی (Empire Resources) نے اس طرح کی ہے۔

The objects for which the company is established are as follows: To install equipment, operate and provide facilities of communication through monitors and appratice link up to as a commission house between the clients and brokerage houses in the various finance trading centres of the world.

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ کمپنی اپنے مولکیں اور دنیا کے مختلف تجارتی مراکز میں موجود دلالوں کے درمیان کمیشن ایجنت کے طور پر کام کرتی ہے۔

ہر سودا جو کمپنی کراتی ہے اس پر وہ چچاں یا سماڑھ ڈالر کمیشن لیتی ہے خواہ سودے میں مولک کو نفع ہو یا نقصان ہو یا نفع ہونے نقصان ہو۔

پھر جو لاث خریدی اگر خریداری کے دن ہی فروخت کر دی گئی تو کمپنی صرف اپنی کمیشن وصول کرے گی اور اگر فروخت میں کچھ دن لگ گئے تو کمپنی کمیشن کے علاوہ پانچ یا چھ ڈالر یومیہ کے حساب سے وصول کرے گی۔ بعض صورتوں میں مولک کو بھی سود ملتا ہے۔ ایک پائزر ریورسز کمپنی کی وضاحت یوں ہے۔

Interest/Premium are paid or charged basing on the number of days for a position trade.

(سودے میں جتنے دن لگیں اس کے مطابق سود دیا جاتا ہے یا وصول کیا جاتا ہے)

### قسم اول: نقد سودا (Sport/ Cash Trading)

کمپنی کی اپنی وضاحت کے مطابق وہ اپنے موکلین اور دلالوں کے درمیان رابطہ کرتی ہے اور کمیشن پر سودے کرواتی ہے اس صورت میں سودا موکل اور تجارتی مرکز میں موجود دلال کے مابین ہوتا ہے لیکن چونکہ موکل پوری رقم کی ادائیگی تو کرتا نہیں لہذا کرنی اور سونے چاندی کی خرید کی صورت میں سودا دو وجہ سے ناجائز ہوا۔

1:- یہ دین کی دین کے عوض بیع ہے یعنی باائع اور خریدار دونوں کی جانب سے ادھار ہے کیونکہ نہ تو باائع نے خریدار کو خرید کر دہ پر قبضہ دیا اور نہ ہی خریدار نے قیمت کی ادائیگی کی بلکہ اس کی طرف سے تو صرف بیجانندیا گیا ہے اور دین کی دین کے عوض بیع ناجائز ہوتی ہے۔

باع فلوساً بمثلهاً او بدر اهم او بدنانیر فان نقداً حدهما جاز و ان تفرقاً

بلا قبض احد هما لم يجز . (در المختار)

لانہ یکون افتراقا عن دین بدين و هو غير صحيح (در المختار: ج، 4-ص، 192)

2:- خرید پر جتنے دن گزریں گے خریدار یعنی موکل کو یومیہ کے حساب سے سودا دکرنا پڑے گا۔ اور اگر اس کے بر عکس ہم یہ فرض کر لیں کہ کمپنی خود لاث خرید لیتی ہے یا اس کے پاس پہلے سے لاث موجود ہوتی ہے پھر اس میں دو صورتیں ہیں۔

1:- کمپنی اپنے لئے خریدتی ہے اور پھر خود موکل کے ہاتھ فروخت کرتی ہے تو اس میں مذکورہ بالا دونوں خرابیاں بعینہ تو ہیں ہی تیسری خرابی یہ کہ کمپنی کمیشن بلا وجہ وصول کرتی ہے۔

2:- کمپنی موکل کے لئے خریدتی ہے اور اپنے پاس سے مکمل ادائیگی کر کے مبلغ پر قبضہ کر لیتی ہے

اس صورت میں اگر چہ دین کی دین کے عوض بیع تو نہیں لیکن سود سے بچاؤ تو اس میں بھی نہیں ہے۔

### قسم ثانی: ادھار سود (Future Trading)

اس سودے میں ادھار کی ادھار کے عوض بیع ہونے کی خرابی تو اور واضح ہے اور اگر اس کو بیع سلم پر محمول کریں تو یہ ممکن نہیں کیونکہ اس میں بیع سلم کی بعض شرائط مفقود ہیں یعنی یہ کہ سوداٹے پانے کی مجلس میں راس المال کی ادائیگی نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں بیع سلم میں یہ ضروری ہے کہ جب تک مسلم فیہ (خرید کردہ سامان) پر قبضہ نہ ہو جائے اس میں کسی قسم کا تصرف نہ کیا جائے لیکن زیر بحث کاروبار میں اصل یہی ہے کہ مسلم فیہ پر قبضہ کئے بغیر مہیا کئے جانے کی تاریخ سے پیشتر ہی اس کو آگے فروخت کر دیا جاتا ہے جیسا کہ ذیل میں انگریزی کے حوالہ سے واضح ہے۔

Future contracts are firm commitments to make or accept delivery of a specified quantity and quality of a commodity during a specific month in the future at a price agreed upon at the time the commitment was made. The unique attraction of future contracts is that they offer an efficient and affordable way of participating in the commoditized markets without all the complications associated with owning the physical material, such as arranging for delivery, storage and insurance. Less than three percent of all future contracts traded each year in delivery of the underlying commodity . Instead traders generally offset their future positions before their contract mature realizing the profit or loss which is the

difference between the initial purchase or sale price and the price of the offsetting transaction.

(ادھار سودوں میں یہ بات مکمل طور پر طے پاتی ہے کہ مخصوص اوصاف کی حامل ایک جنس اتنی مقدار میں فلاں تاریخ کو طے شدہ قیمت پر مہیا کی جائے گی اور خریدار اس کو وصول کر لے گا۔ ان سودوں میں رغبت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خریدار جنس کو اپنے قبضہ میں کرنے کی دشواریوں یعنی سامان وصول کرنا، اس کو گودام میں رکھنا اور اس کی انшورنس کرانا ان سب سے بچت ہوئے اجناس کے کاروبار میں موثر طریقے سے شریک ہو سکتا ہے۔

ہر سال جتنے ادھار سودے کئے جاتے ہیں ان میں تین فیصد سے بھی کم میں خرید کردہ مال سامان وصول کیا جاتا ہے ورنہ تو عام طور پر سے یہی کہا جاتا ہے کہ سامان کی وصولی کی تاریخ سے پہلے ہی وہ سامان آگے فروخت کر دیا جاتا ہے اور پہلے سودے اور نئے سودے میں قیمت کا جو فرق پڑا صرف اسی کا لین دن کر لیا جاتا ہے۔)

جب کہ مسئلہ یہ ہے؛ **وَلَا يجوز للمسلم الیه في راس المال ولا لرب**  
**السلم في المسلمين فيه قبل قبضه بنحو بيع وشرکة۔ (درختار)**

(مسلم الیہ کے لئے راس المال میں اور رب اسلام کے لئے مسلم نیہ میں قبضہ سے پہلے کسی قسم کا تصرف مثلاً فروخت وغیرہ جائز نہیں)

یہ خرابیاں اس صورت میں ہیں جب خرید کردہ چیز اجناس و اشیاء ہوں اور اگر خرید کردہ چیز سونا یا چاندی ہو تو اس میں تو بع سلم جائز ہی نہیں کیونکہ بع سلم مٹن (Currency) میں نہیں ہوتی۔

یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے جب مذکورہ کمپنیاں واقعی کچھ کاروبار کی صورت اختیار کرتی ہوں ورنہ تو ہمیں بہت زیادہ غالب گمان یہ ہے کہ یہ سب کچھ فرضی کا روایاں اور لوگوں سے رقمیں اپنیں کے طریقے نکالے گئے ہیں۔



## سوانح حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ صاحب

**مرتب: مولانا ذاکر لکھنؤ**

**استاذ جامعہ دارالتحقیقی لاہور**

**قطعہ نمبر 18**

مجد تبلیغ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی جہد مسلسل سے عمارت ہے آپ نے اپنی حیات مستعار کی سات دہائیاں دین کی اشاعت اور تبلیغ کی محنت میں وقف کر دیں۔ حاجی صاحب کی جدائی یقیناً ایک عظیم قومی و ملی سانحہ ہے اور یہ ایسا خلا ہے جو شاید کبھی پر نہ ہو سکے لیکن قدرت کے فیضوں کے آگے کون ٹھہر سکتا ہے، آخر سب کو جانا ہے اور جانے والے کبھی واپس نہیں آتے، ہاں ان کی حسین یادیں بھیشہ ہماری زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔

ان کے انتقال کے بعد یہ بات شدت سے محسوس ہوئی کہ ان کی حقیقی احوال و واقعات مجتمع ہو جائیں تاکہ ان کی سیرت و کردار کے درخشان پہلوامت کے سامنے آسکیں اور ان کی زندگی کا مطالعہ کر کے لوگوں کو کبھی اپنی زندگی کا رخ متعین کرنے میں مدد مل سکے۔ اسی مقصد کے پیش نظر جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات، دینی و تبلیغی خدمات، تفہیم ہند سے قبل اور بعد کے تبلیغی حالات و واقعات کو خوبصورت انداز میں سمجھا کرنے کا یہڑہ اٹھایا اور مختصر عرصے میں تقریباً سات صفحات کی خصیم کتاب تیار ہو گئی جو محمد اللہ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے جس کی طباعت اول ہاتھوں ہاتھ بک گئی ہے اب اس کی طباعت ثانی پر کام جاری ہے قارئین کے فائدے اور دلچسپی کے لئے اسے اہناۓ میں قسط و ارشائی کیا جائے۔ امید ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

### مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی کا مسئلہ

حضرت مولانا محمد الیاس کانڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرض وفات میں سب سے بڑا مسئلہ (جس نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین اور اکابر وقت کو فکر و تشویش میں بتلا کر دیا تھا) یہ تھا کہ دعوت الٰی اللہ کے سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نیابت کون کرے گا؟ اور دعوت کا وہ کام جو بڑے انہاک و یقین، درد و سوز اور ذوق و شوق کو

چاہتا ہے اور اس وقت بہ ظاہروہ کسی میں ہے بھی نہیں کیسے چلے گا؟ اس وقت مرکز میں بڑے بڑے بزرگ اور مشائخ جمع تھے، جن میں حضرت مولانا شاہ عبدالقدار رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (مجاز حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ) قابل ذکر ہیں۔

مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے ٹھیک بارہ (۱۲) دن قبل ایک رات مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں بڑی دیر تک باہم غور و فکر اور مشورہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہاں اس دعویٰ کام کے مرکز نظام الدین میں کسی ایسی شخصیت کا قیام رہے جس کے ساتھ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دعوت سے تعلق و محبت رکھنے والے پورے حلقہ کو عقیدت و محبت ہو تو پھر ان شاء اللہ یہ کام اسی طرح چلتا رہے گا اور ایسی شخصیت اس وقت ان دونوں بزرگوں کی نظر میں صرف شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، اس لیے صحیح ہوتے ہی یہ دونوں بزرگ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تشریف لے گئے اور مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر تمہید کے بعد اس طرح بات شروع کی کہ:

”مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام شروع کیا اور بہت اونچا کام ہے اور اگر مولانا الیاس صاحب کے بعد یہاں کام نہ ہو تو ہم تو یہاں نہیں آئیں گے۔ ہم تو کثرہ ہاں ہیں ہم اس لیے یہاں نہیں آئیں گے کہ یہ حضرت کی چار پائی ہے یہ جگہ اور یہ لاٹھی ہے بلکہ اگر کام ہوا تو آئیں گے اور یہاں حضرت والا غم اور فکر کسی میں بھی نظر نہیں آتی۔

رات کے مشورہ میں ہم دونوں نے یہ بات طے کی کہ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرض اور ضعف کی رفتار دیکھتے ہوئے اب امید ڈوٹی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دل میں یہ فکر ابھر رہی ہے کہ حضرت کے بعد اس دینی کام کا کیا ہوگا؟ ہم لوگوں کا اندازہ ہے اور غالباً آپ کو بھی اس سے اتفاق ہوگا کہ اس وقت جتنے عناصر کام میں لگے ہوئے ہیں، ان سب کا اصل تعلق حضرت کی ذات سے ہے اور اس ذاتی تعلق کی وجہ سے وہ اس کام میں جڑے ہوئے ہیں، اس کا کافی اندازہ ہے کہ حضرت کے بعد آہستہ آہستہ یہ شیرازہ منتشر ہو جائے گا اور یہ امت کا بہت بڑا خسارہ ہوگا۔ ہمارے نزدیک اس کا صرف ایک حل ہے اور وہ یہ کہ حضرت کے بعد آپ یہاں قیام کا فیصلہ فرمالیں اور یہ کام آپ جناب

کی راہ نمائی اور سر پرستی میں ہو۔“

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ پوری بات انتہائی توجہ اور یک سوئی سے سنتے رہے اور پھر یوں گویا ہوئے۔

”مولوی صاحب! حضرت چچا جان کی حالت دیکھ کر جو فکر آپ کو ہو رہی ہے میرا

خیال یہ ہے کہ وہ یہاں سب کو ہو رہی ہے، میں اور آپ اس کا کیا بندوبست کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے خاص بندوں کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی محنت کو ضائع نہیں

فرماتا، بلکہ ان کے بعد بھی ان کے کام اور ان کے فیض کا سلسہ جاری رہتا ہے۔ اکثر و

بیشتر تو ایسا ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں کچھ لوگ ان کی محنت و تربیت سے تیار ہو جاتے

ہیں، لیکن کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں کوئی ایک بھی شخص ان کی محنت و

تربیت سے تیار نہیں ہوتا، لیکن ان کا وصال ہوتے ہی اچانک ان کے لوگوں میں سے کسی

ایک میں غیر معمولی تبدیلی ہوتی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جانے والے کی نسبت

دفعاً اس کی طرف منتقل ہو گئی ہے، لیکن ایسا بہت کم اور شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ حضرت چچا

جان کے لوگوں میں کسی کے متعلق نہیں سمجھتا کہ وہ تیار ہو چکا ہے اور ان کے اس کام کو وہ

جاری رکھ سکے گا، لیکن مجھے اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ وہ ان کے کام کو ضائع نہیں

فرمائے گا، اس لیے مجھے توقع ہے کہ غالباً یہاں دوسری شکل واقع ہونے والی ہے۔“

حضرت مولانا محمد الیاس کانڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے انتقال سے دو دن پہلے اپنے چھ معتمد علیہ خدام

(۱) حافظ مقبول حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) قاری داؤد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) مولانا اختنام الحسن

کانڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۴) صاحبزادہ مولانا محمد یوسف کانڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۵) مولانا محمد انعام الحسن

کانڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۶) مولانا سید رضا الحسن کے نام لیے اور ان پر اعتماد کا اظہار کیا، ان کو اجازت مرحمت

فرمائی اور ان میں سے کسی ایک کو اپنے نائب و جانشین کے انتخاب کا مسئلہ حاضر الوقت بزرگوں پر چھوڑ دیا،

اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا کانڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ان میں سے تم اور حضرت رائے

پوری رحمۃ اللہ علیہ مشورہ سے جس کو امیر تجویز کرو میرے سامنے یہیں بیعت کراو دو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی

رائے حافظ مقبول حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تھی کہ وہ بہت قدیم اجازت یافتہ تھے اور بہت عرصہ سے

انہاک سے ذکر و شغل کرتے تھے، لیکن حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کی رائے مولانا محمد یوسف

کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تھی اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ: میر انو یوسف ہے۔ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب دونوں آراء آئیں تو انہوں نے فرمایا کہ: ”اہل میوات جتنا یوسف پر جمع ہو سکتے ہیں اور کسی پر نہیں ہو سکتے۔“ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد ماجد کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے تک ان کی پوری زندگی میں دعوت و تبلیغ کے کام کا شرح صدر ہی نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ خود فرماتے تھے کہ اپنے باب کے مرنے تک مجھے تبلیغ پر سواعض اراض تھے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ مولوی یوسف ماشاء اللہ ہر طرح اہل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کے لیے ”القول الجھیل“ میں جو شرائط لکھے ہیں وہ سب بحمد اللہ! ان میں پائے جاتے ہیں، عالم ہیں، متورع ہیں اور علوم دینیہ سے اشتغال رکھتے ہیں،“ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ”اگر تم نے میں انتخاب کیا ہے تو اللہ اسی میں خیر و برکت فرمائے گا۔ مجھے منظور ہے“ یہ بھی فرمایا کہ: ”پہلے مجھے بڑا کھٹکا اور بے اطمینانی تھی، اب بہت اطمینان ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ میرے بعد ان شاء اللہ! کام چلے گا۔“

### انتقال نسبت

چنانچہ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے کچھ ہی دیر پہلے اپنے منچلے صاحبزادے مولانا محمد یوسف کاندھلوی کو رات کے پچھلے پھر اپنے پاس بلا یا، محبت بھری نگاہ ڈالی اور فرمایا:

”یوسف آمل لے! ہم تو چلے!“

اللہ جانے اس پر محبت نگاہ میں کیا جادو بھرا ہوا تھا اور اس شفقت بھرے جملے میں کیا مقناطیسیت تھی جس نے درد و فکر، نیضان الہی، یقین و ایمان کی ایک نہ بجھنے والی آگ بجلی کے کرنٹ کی طرح ایک سے دوسرے کے اندر منتقل کر دی اور وہ خلاء جو ایک عظیم شیخ وداعی الی اللہ کے جانے سے پیدا ہو رہا تھا وہ اسی انتقال نسبت سے اور خدا کی شان عطائی اور فضل سرمدی سے پر ہوا۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آخری دنوں میں یہاں نہیں تھے بلکہ بریلی میں تھے جب جنازے پر آئے تو پوچھا کہ: کس کونا نائب بنایا.....؟ لوگوں نے بتایا کہ: یوسف کو..... تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں کہا..... لو..... یہاں بھی وراثت ہی چلی کہ باب مرا اور بیٹا جو کہ نااہل ہے اسے نائب بنادیا۔ لیکن جب صحیح کو مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے نماز کے بعد بیان کیا تو میں نے اپنے آپ کو ملامت کی اور مجھے اس بات کا پختہ یقین ہو گیا کہ یہاں تو انتقال نسبت ہوئی ہے۔

## بیس ملکوں کا سفر

### مفہی ترقی عثمانی صاحب مدظلہ

قطع: 23

سفرنامہ وہ بیانیہ ہے جسے مسافر سفر کے دوران یا منزل پر پہنچ کر اپنے تجربات اور مشاہدات کی مدد سے تحریر کا جامد پہناتا ہے اور اپنی گزری ہوئی کیفیات سے دوسروں کو واقف کرتا ہے۔ راہ میں پیش آنے والے اپنے تجربے، استعجاب اور اضطراب کو اس طرح سے قلم بند کرتا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے نہ صرف پوری تصویر آجائی ہے بلکہ اس مقام سے متعلق تمام معلومات مع تفصیل اس کے علم اور آگہی میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ ”جهان دیدہ“ بھی ایسا ہی ایک سفر نامہ ہے جو شیخ الاسلام حضرت مفتی ترقی عثمانی مدظلہ کے سفر ناموں کا پہلا مجموعہ ہے جو بیس ملکوں کے سفر کی تفصیل اور روئیاد پر مشتمل ہے۔ قبل ازیں آپ ان صفات پر حضرت مفتی صاحب کا سفرنامہ ”سفر در سفر“ پڑھ چکے ہیں جسے قارئین نے بہت پسند کیا۔ اب قسط وار ”جهان دیدہ“ شائع کیا جا رہا ہے جو نہایت دلچسپ اور اپنے اندر بیش بہا معلومات کا خزینہ لئے ہوئے ہے، امید ہے قارئین پسند کریں گے اور یہ مسلمان کے علم و عمل میں اضافے کا باعث بنتے گا۔ انشاء اللہ

### روضہ اور اس کی فتح کا واقعہ

اور یہ جو آپ نے ہمیں ڈرانے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے مقابلے کے لئے رومی فوجیں اکٹھی ہو رہی ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ چیز ہمیں ڈرانے والی نہیں ہے اور نہ اس سے ہمارے حوصلے ٹوٹ سکتے ہیں اگر آپ کی یہ بات واقعی درست ہے (کہ روم کا بڑا لشکر ہمارے مقابلے کے لئے آ رہا ہے) تو خدا کی قسم اس خبر سے ہمارے شوق جہاد میں اور اضافہ ہو گیا ہے اس لئے کہ اگر ہمارا مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے ہوا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے

ہمارے جواب دی اور آسان ہو جائے گی اور اگر ہم میں سے ایک ایک فرد ان کا مقابلہ کرتا ہو اُنکی ہوتی تو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی جنت کا امکان اور مضبوط ہو جائے گا اور ہمارے لئے کوئی بات اس سے زیادہ محبت اور آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی نہیں ہو سکتی۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص صح و شام یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شہادت نصیب فرمائے اور اسے اپنے شہراپنی زمین اور اپنے اہل و عیال کے پاس واپس نہ جانا پڑے ہم لوگ اپنے وطن میں جو کچھ چھوڑ کر آئے ہیں ہمیں اس کی فکر نہیں کیونکہ ہم میں سے ہر شخص اپنے اہل و عیال کو اپنے پروردگار کی امان میں دے کر آیا ہے ہماری فکر تو اپنے آگے پیش آنے والے حالات کے متعلق ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ ہم اپنے معاشی حالات کے لحاظ سے تنگی اور شدت کی زندگی گزار رہے ہیں تو آپ یقین رکھیں کہ ہم اتنی وسعت اور فراخی میں ہیں جس کے برابر کوئی وسعت نہیں ہو سکتی اگر ساری دنیا ہماری ملکیت میں آجائے تب بھی ہم اپنے لئے اس سے زیادہ کچھ نہیں رکھنا چاہتے جتنا اس وقت ہمارے پاس ہے۔

لہذا اب آپ اپنے معاملے پر غور کر کے ہمیں بتا دیجئے کہ ہماری پیش کی ہوئی تین باتوں میں سے کون سی بات آپ پسند کرتے ہیں جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تین باتوں کے علاوہ کسی اور بات پر نہ کبھی راضی ہوں گے نہ اس کے سوا آپ کی کوئی بات قبول کریں گے، بس آپ ان تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر لیجئے اور ناحق باتوں کی طمع چھوڑ دیجئے یہی میرے امیر کا حکم ہے اسی بات کا حکم نہیں ہمارے امیر المؤمنین (حضرت عمر بن الخطاب) نے دیا ہے اور یہی وہ عہد ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا تھا۔

اس کے بعد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان تین باتوں کی تعریح فرمائی، دین اسلام کا مفصل تعارف کرایا اور مسلمان ہونے کے نتائج واضح فرمائے مقوص حضرت عبادہ بن الصامت کی باتیں سننے کے بعد جزیہ کی طرف مائل ہونے لگا تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے بات نہ مانی بالآخر جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

بہر صورت یہ جزیرہ اس طرح فتح ہوا پھر یہاں مسلمانوں نے بھری جہاز بنانے کا ایک کارخانہ

لگایا اس لئے اس کو جزیرہ الصناعہ بھی کہا جانے لگا یہ کارخانہ مصر میں چہاز سازی کا پہلا کارخانہ تھا جو 54ھ میں بنایا گیا بعد میں ان خشید یوں کے دور میں یہاں ایک باغ لگا کر اسے ایک تفریح گاہ بنادیا گیا اس لئے اسے روضہ کہا جانے لگا جو عربی میں باغ کو کہتے ہیں بعد میں یہاں بہت سے تغیرات آتے رہے اور یہ قاہرہ کا ایک محلہ بن گیا اور میرے رہنماؤ اکٹھ سن الشافعی نے بتایا کہ یہاں اہل علم میں یہ بات مشہور ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام بھی اسی محلے میں تھا۔

### سور العيون

روضہ سے نکلے تو ہم سور العيون کے قریب سے گزرے یہ ایک فصیل نماد یوار ہے جو دریائے نیل سے نکل کر مشرق میں قلعہ صلاح الدین تک گئی ہے یہ دیوار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بنائی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ نیل کا تازہ پانی اس کے ذریعہ قلعہ تک پہنچایا جائے چنانچہ نیل کے کنارے رہٹ لگائے گئے تھے جن کے ذریعے یہ پانی قلعہ تک پہنچایا جاتا اب آب رسانی کا یہ سلسہ تو ختم ہو گیا لیکن دیوار اب تک باقی ہے چلی آتی ہے اور اسے سور العيون (چشموں کی فصیل) کہا جاتا ہے۔

### سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قلعہ

اس سور العيون کے ساتھ ساتھ چلیں تو یہ جس قلعہ پر جا کر ختم ہوتی ہے وہ ایک قلعہ ہے جو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے 572ھ میں بنایا تھا اور اس کو اپنی رہائش گاہ کے طور پر اختیار کیا تھا یہ قلعہ چونکہ ایک پہاڑی پر واقع ہے اس لئے قدیم عربی کتب میں اس کا ذکر قلعۃ الجبل کے نام سے ملتا ہے اس کی فصیل کی پیمائش ستائیں ہزار تین سو زوراں ذکر کی گئی ہے، عرصہ دراز تک یہ قلعہ مصر کے دارالحکومت کے طور پر استعمال ہوتا رہا سرکاری دفاتر اسی قلعے میں واقع تھے بعد میں محمد علی پاشا نے یہاں ایک شاندار مسجد اور دوسری عمارتیں بنائیں اور یہ قلعہ فوجی چھاؤنی کے طور پر استعمال ہوتا رہا اب اسے سیاحوں کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ (جاری ہے)





## آپ کے مسائل کا حل

دارالافتاء والحقیقت

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا

**سوال:** صفر کے مینے کو شاید اس لیے منحوس سمجھتے ہیں کہ اس مہینہ میں آپ ﷺ بیار ہوئے۔ کیا اس ماہ میں ایسے معاملات رکھنا جیسے کوئی خوش قبول نہ کرنا، نکاح شادی وغیرہ نہ کرنا، کیسا ہے؟

**جواب:** بسم اللہ الحامدأ و مصلیاً! شریعت کی رو سے صفر کا مہینہ بھی عام مہینوں کی طرح ہے۔ جاہلی دور میں لوگ صفر کے منحوس ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لہ صفر فی الإسلام یعنی اسلام میں صفر کے منحوس ہونے کا کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ نمبر: 52/6)

اسٹاک ایکچھنج

**سوال:** اسٹاک ایکچھنج کا کاروبار، شیئر زخریدنا اور فروخت کرنا اور انعامی بانڈز کے کاروبار کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مسائل، محمد اکرم

**جواب:** الْجَوَابُ وَمِنْهُ الصَّدْقُ وَالصَّوَابُ مِنْ مَذْكُورِهِ چیزِیں ناجائز ہیں، تفصیل اور دلائل کے لئے دیکھیں: جدید معاشی مسائل کی اسلامائزیشن کا شرعی جائزہ۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ نمبر: 1/160)

شیئر ز کا کاروبار اور بینک سے O.D لینا

**سوال:** کراچی اسٹاک ایکچھنج میں روزانہ شیئر کا کاروبار کرنا جائز یا ناجائز؟ دوسرا گورنمنٹ کی طرف سے پانچ سو شیئر پر اکاؤنٹ ہولڈر کو دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندازوی ہوتی ہے کیا یہ جائز ہے یا

ناجائز؟ تیسرا بینک سے O.D (بنک کی طرف سے بعض باعتماد لوگوں کو آفر ہوتی ہے کہ وہ بنک کے اعتماد پر شیئر ز خرید سکتے ہیں اور بنک اس مقدار پر اپنا سود چارج کرتا ہے گویا یہ بنک کی طرف سے قرض کی صورت ہوتی ہے) لینا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر بینک سے روزانہ دو لاکھ روپے کا کاروبار کیا جائے اور روزانہ In Out ہوتا رہے تو تین ماہ کے بعد مارک اپ 1400 سے 1500 روپے دو لاکھ پر بنتا ہے۔ یہ سب شرعی لحاظ سے جائز ہے یا ناجائز؟۔

**جواب:** بسم اللہ حامد و مصلیاً! شیئر ز کا کاروبار ناجائز ہے۔ بینک سے O.D لینے کی صورت میں سود دینا پڑتا ہے جو کہ حرام ہے۔ فقط اللہ تعالیٰ عالم (فتاویٰ نمبر: 176/1)

### شیئر ز کی خرید و فروخت

سوال: میں نے KEPCO کمپنی کے پندرہ ہزار روپے کے شیئر ز خریدے ہیں۔ تقریباً دو ماہ کے بعد اب وہ دو گنا ہو گئے ہیں۔ کبھی ان کا ریٹ ڈھنڈ جاتا ہے اور کبھی پندرہ ہزار سے کم بھی ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ایک سال کے بعد نفع یا نقصان سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اس کے علاوہ باقی کمپنیوں کے شیئر ز کے بارے میں کیا حکم ہے؟۔

**جواب:** بسم اللہ حامد و مصلیاً! عام طور سے کمپنیوں کی شرائط میں یہ بات داخل ہے کہ اس کے ڈائریکٹر سود پر لین دین کر سکیں گے۔ اس ناجائزش کی وجہ سے شیئر ز کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ عالم (فتاویٰ نمبر: 1/4227 ربیع الاول 1426ھ)

### موباکل میں قرآن پاک ہوتا سے چھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام

1۔ القرآن موبائل مصحف کیلئے طہارت ہر لمحہ ضروری ہے، یا جس وقت موبائل سکرین پر تلاوت کر رہے ہوں، اس وقت مس مصحف کے حکم میں ہوگا؟ پھر صرف سکرین ٹچنگ کیلئے طہارت چاہیے یا موبائل کو دیگر سب کا ایک حکم ہوگا؟

2۔ سکرین پر تلاوت کرنے سے قرآن حکیم دیکھ کر پڑنے کا ثواب ہوگا یا نہیں؟۔

جواب: بسم اللہ حامدًا ومصلیاً 1۔ (i): جس وقت موبائل کی سکرین پر قرآن پاک لکھا ہوا نہ ہو تو اس وقت اس موبائل کے کسی بھی حصے کو بغیر وضو کے چھو سکتے ہیں کیونکہ اس وقت موبائل فون میں جو قرآن پاک محفوظ ہے وہ شعاعوں یا لہروں کی شکل میں محفوظ ہے، حروف والفاظ کی شکل میں نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے دماغ میں قرآن پاک محفوظ ہو۔

(ii): اور جس وقت موبائل کی سکرین پر قرآن پاک لکھا ہوا آرہا ہو تو اس وقت بھی خود سکرین کے علاوہ موبائل کے باقی حصے کو بغیر وضو کے چھو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں سکرین پر جو قرآن پاک لکھا ہوا آرہا ہے وہ ایسے ہے جیسے کسی عام تختی پر چند آیات لکھی ہوئی ہوں، اس وقت اس پورے موبائل کا حکم مصحف یعنی پورے قرآن پاک والا نہیں۔ اور تختی پر لکھے ہوئے ہونے کی صورت میں خود لکھے ہوئے کو چھو نہیں کوچھونا منع ہے البتہ تختی کے دیگر حصوں کوچھونا منع نہیں۔

چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے: و مسہ أی القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد و موضع البياض منه. (1/535)

(iii): البتہ جب موبائل کی سکرین پر قرآن پاک لکھا ہوا آرہا ہو تو اس وقت خود سکرین کوچھونا جائز ہے یا نہیں؟ یہ فی الحال ہمارے ہاں زیر غور ہے۔ تاہم احتیاط یہ ہے کہ ایسی صورت میں سکرین کو بغیر وضو کے نہ چھوئے۔ 2۔ قرآن پاک سے پڑھنے کی طرح ثواب نہ ہوگا۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ نمبر: 8/349)





بِمَارا مشن عالم کی روشنی کو برگھر تک پہنچانا

# جامعہ دارالتقویٰ کی مطبوعات

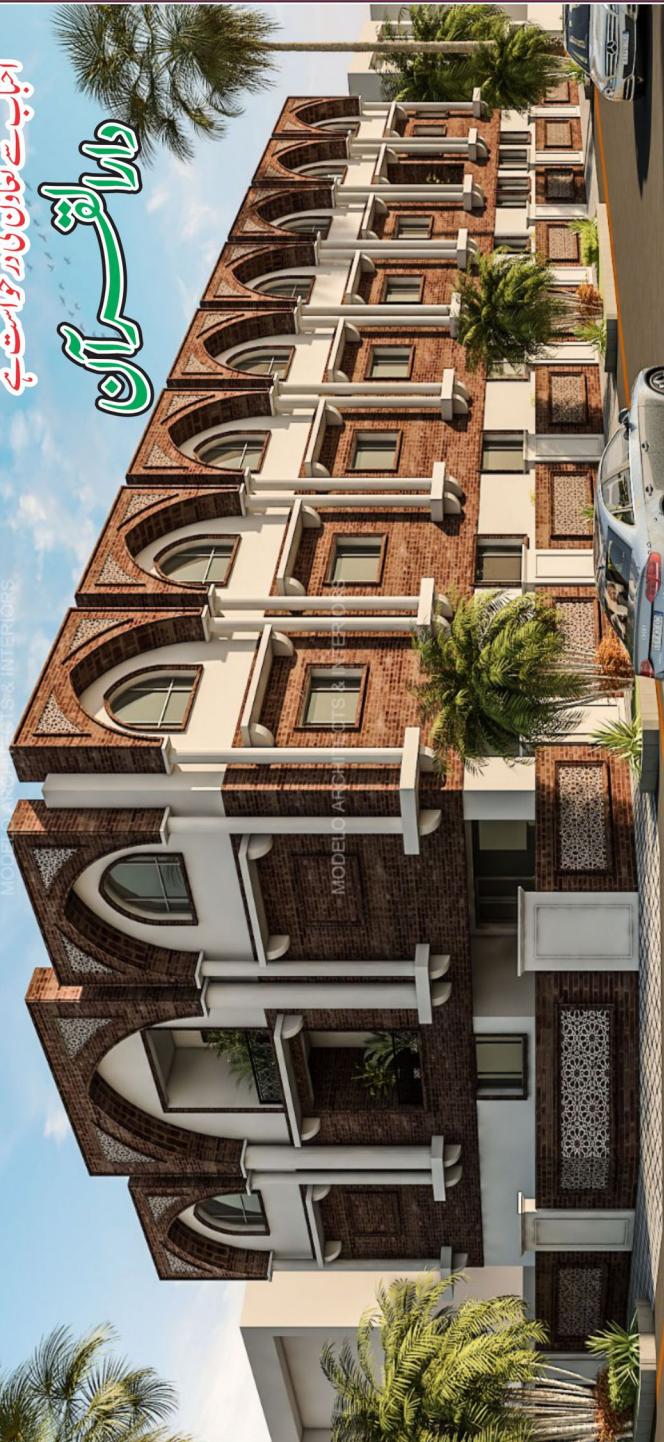
کتب	قیمت
دائی نفیثہ اوقات نمازو سحر و افطار	120
دائی نفیثہ اوقات نمازو سحر و افطار (پاکٹ سائز)	10
مسنون حج و عمرہ	40
مسنون عمرہ	40
صلح و شام کے مسنون اذکار	20
چهل حدیث	30
رہنمائے رمضان	—
اعتفاف (فضائل و مسائل)	—
قربانی (فضائل و مسائل)	—
موباائل فون کے بارے میں چند مسائل	20
رکوع سجدہ سے معذور شخص کیلئے نماز پڑھنے کا طریقہ	20
اشاعت خاص حاجی عبد الوہاب صاحب	500
اشاعت خاص حضرت مولانا جمیلی صاحب	—
اشاعت خاص حضرت ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	600
تعلیم و تربیت	180

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دارالتقویٰ لاہور 0304-4167581

مرکزی سماں میں اپنے قریب قریب بیت کنال کا پلاٹ حاصل کر لیا ہے، جوں وہ سبق وہ نیشن بلڈنگ تعمیر کی جائے گی اور دارالقرآن ویگر شعبہ بات قائم کئے جائیں گے  
اجب سے تفاون کی درخواست ہے

دعا لے لیں

MODEL ARQUITECTS & INTERIORS



MIB گاشن راوی برائج  
رائج نونر: 159  
کاؤنٹ نونر: 1001820660001  
DARUL TAQWA TRUST